بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

گھریلو تشدد بل اور اس کے مضمرات	کلمۃ المدیر	۳
اسلام کا نظام عدل وانصاف	شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہم	۶
وفاق المدارس العربیہ ...... ایک گوشہ وحدت	حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہم	۱۰
ایک شفیق اور مہربان ہستی	شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم	۱۹
شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ	جناب مولانا عبدالمجید	۲۲
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ	شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی	۳۱
عالی نسبتوں کے پیکر، اک مرد قلندر شیخ اسکندر (۱)	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	۳۶
وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تاریخی فیصلے	مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی	۴۷
وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا اجلاس	مفتی محمد عبداللہ نقشبندی	۴۹
وفیات	ادارہ	۶۰
تبصرہ کتب	مولانا محمد احمد حافظ	۶۲

سالانہ بدل اشتراک

بیرون ملک امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک ۳۰ ڈالر۔ سعودی عرب، انڈیا اور متحدہ امارات وغیرہ ۲۳ ڈالر۔ ایران، بنگلہ دیش ۲۰ ڈالر۔

اندرون ملک قیمت: فی شمارہ: 30 روپے، زر سالانہ مع ڈاک خرچ: 360 روپے

كلمة المدير

گھریلو تشدد بل اور اس کے مضمرات

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

تمام حمد وثنا اللہ بزرگ وبرتر کے لیے ہے، درود وسلام ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر، آپ کے باوفا صحابہ پر اور آپ کی پاکیزہ آل پر۔

وطن عزیز پاکستان میں کچھ عرصہ سے جس طرح کی قانون سازی ہو رہی ہے؛ اسے دیکھ کر احساس ہونے لگتا ہے کہ ہم کسی مسلمان ملک میں نہیں بلکہ شاید سیکنڈے نیوین ممالک میں سے کسی ملک میں رہ رہے ہیں۔ ہر تھوڑے عرصے بعد عجیب قسم کے بل اسمبلیوں سے پاس ہو کر قانون کا حصہ بن جاتے ہیں۔ جیسے چیرٹی ایکٹ، اوقاف ایکٹ، اور اب اسلام آباد کے لیے ''انسداد گھریلو تشدد بل'' تمام مراحل سے گزر کر سینٹ سے بھی پاس ہو چکا ہے۔ بلاشبہ یہ بل ہمارے معاشرے اور خاندانی نظام کے لیے ٹائم بم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی بعض شقیں ایسی ہیں کہ انسان پڑھ کر ششدر رہ جاتا ہے کہ کیا واقعی یہ بل اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ میں پاس ہو چکا ہے؟! ۔اس بل کے مندرجات پڑھ کر لگتا ہے کہ کسی مغربی این جی او کے منشور کو من وعن اٹھا کر بل میں پیش کر دیا گیا ہے۔ اس کے چند نکات ملاحظہ کیجیے:

☆......والدین کا اپنے بچوں کی پرائیویسی/آزادی میں حائل ہونا جرم ہوگا۔

☆......اولاد کے بارے میں ناگوار بات کرنا یا شک کا اظہار کرنا بھی جرم ہوگا۔

☆......معاشی تشدد؛ یعنی کسی بھی قسم کے اختلاف یا نافرمانی پر کسی بھی وجہ سے بچے کا خرچ بند کرنا جرم ہوگا۔

☆......خاوند کا دوسری شادی کے لیے کہنا، خواہش کا اظہار کرنا...... یہ بھی گھریلو تشدد اور جرم میں شمار ہوگا۔

☆......طلاق کی بات کرنا جرم ہوگا جس کی سزا ہوگی، اسی طرح کوئی غصے والی بات کرنا، اونچی آواز میں بولنا، کوئی بھی ایسا جملہ جو جذباتی، نفسیاتی، یا زبانی اذیت کا سبب بنے وہ جرم تصور ہوگا۔

☆......اگر باپ نے مندرجہ بالا جرائم میں سے کوئی جرم کیا تو بطور سزا وہ اپنے گھر نہیں جا سکے گا۔ اسے اپنی اولاد سے محفوظ فاصلے پر رہنا ہوگا۔

یہ نمونے کے چند نکات ہیں، کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے خاندانی نظام اور اسلامی معاشرت کی شکست وریخت کے لیے بل تیار کیا گیا ہے۔ ہمارے ہاں ٹی وی چینلز پر دکھائے جانے والے ڈرامے، مارننگ شوز، ٹاک شوز، مختلف ڈیبیٹس بیہودگی میں اپنی مثال خود ہوتے ہیں۔ ان پروگراموں میں خاندانی نظام کو بطور خاص ٹارگٹ کیا جاتا ہے، ساس

بہوسسر کے مابین جنگ وجدل پر مبنی زہریلے ڈائیلاگ ناظرین کے ذہنوں میں اتارے جاتے ہیں۔اس سارے پروپیگنڈے اورتگ وتاز کے باوجود چونکہ نتائج حسب منشاء نہیں آئے تو ''گھریلوتشدد بل'' منظور کرا کے خاندانی نظام کی تباہی کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔اب اس قانون کا سہارا لے کر کوئی بھی آوارہ مزاج بیٹا اپنے باپ کے خلاف رپورٹ کرا سکتا ہے،کوئی بھی بدطینت بیوی شوہر کو حوالات کو ہوا دکھا سکتی ہے۔

اگر چہ اس بل کی تمام مذہبی جماعتوں خصوصاً جمعیت علماء اسلام،اسلام پسند وکلاء،قانون دان حضرات،اور ملک بھر کے سنجیدہ حلقوں نے بھرپور مخالفت کی ہے،اوراسی وجہ سے سرکاری حلقوں نے اس قانون کے مسودے کو اسلامی نظریاتی کونسل میں بھجوانے کا عندیہ دیا؛تاہم ابھی تک یہ مرحلہ نہیں آیا ہے۔

اس بل کو پارلیمنٹ میں ایسے وقت لایا گیا جب بجٹ اجلاس کی ہنگامہ خیزی عروج پر تھی اور میڈیا پر صرف یہی چیز نمایاں تھی،تاکہ اسی ہنگامے کے دوران چپکے سے اسے پاس کرالیا جائے مگر اس کے خلاف مذہبی جماعتوں کے اراکین نے بروقت احتجاج ریکارڈ کرایا۔جب اس سلسلے میں تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ اسی نوعیت کے بل ۲۰۱۳ء میں سندھ اسمبلی سے،۲۰۱۴ء میں بلوچستان اسمبلی سے؛اور ۲۰۱۶ء میں پنجاب اسمبلی سے پاس ہوکر ایکٹ بن چکے ہیں۔کے پی کے میں بھی اسی نوعیت کا بل پاس ہوکر نافذ العمل ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ دو عشرے قبل جنرل پرویز مشرف کے دور میں پاکستان کو روشن خیالی کے راستے پر ڈالنے اور معاشرے کی لبرل تشکیل کے لیے جو اقدامات کیے گئے تھے وہ برگ وبار لا رہے ہیں۔پاکستان کا آئین پارلیمنٹ کو پابند کرتا ہے کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی،مگر ایک تسلسل سے ایسے قوانین بنائے جا رہے ہیں جو نہ صرف قرآن وسنت سے متصادم ہیں بلکہ ہماری روایتی معاشرتی مشرقی اقدار سے بھی شدید طور پر متصادم ہیں۔اس طرح کے قوانین کے نقد نتائج تسلسل سے سامنے آ رہے ہیں کہ جنسی جرائم پہلے کی نسبت کہیں زیادہ بڑھ گئے ہیں۔اسلام آباد میں ''نور مقدم کیس'' اس کی بھیانک ترین مثال ہے،جس کی سفاکیت نے پورے معاشرے کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔اراکین اسمبلی کو باور ہونا چاہیے کہ وہ جس طرح آنکھیں بند کر اندھا دھند قوانین بنائے چلے جا رہے ہیں؛ان کا پہلا نشانہ انہی کے طبقے کے نوجوان لڑکے لڑکیاں بن رہے ہیں۔ہمیں نہیں بھولنا چاہیے ہم پاکستانی ہیں؛اور پاکستان ایک اسلامی نظریاتی مملکت ہے۔ہمارا معاشرہ اس طرح کے غیر معقول قوانین کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

یہ درست ہے کہ ہمارے معاشرے میں گھریلو سطح کے جرائم ہوتے ہیں۔لیکن ان کی روک تھام مغربی طرز کے قوانین کے ذریعے نہیں ہوسکتی،اس کے لیے ہمیں قرآن وسنت سے رجوع کرنا ہوگا۔اسلامی معاشرے میں خاندان معاشرے کی ایک خاص اکائی ہے۔اسلام خاندان کی حفاظت وصیانت کے لیے نہایت غیور واقع ہوا ہے۔اسلام

میں والدین، اولاد، بیوی، شوہر، عزیز واقارب کے لیے مناسب اور ضروری حدود وقیود متعین ہیں۔ اسلام ہی وہ خاص میکنزم دیتا ہے جسے اپنا کرنہ صرف گھریلو تشدد کا خاتمہ ہوسکتا ہے بلکہ پورا معاشرہ جنت کا نمونہ بن سکتا ہے۔ مگر ہم یہاں علیٰ وجہ البصیرت کہنا چاہتے ہیں کہ مغرب کی پروردہ این جی اوز اور پارلیمنٹ میں بیٹھے ان کے نمائندوں کا قطعی یہ مقصد نہیں کہ خاندان کا ادارہ مضبوط ہو؛ وہ تو خاندانی نظام کی کڑیاں بکھیر دینا چاہتے ہیں۔

ان حالات میں ایک طرف جہاں اسمبلیوں میں موجود علماء اور دینی ذہن رکھنے والے اراکین کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوجاتا ہے وہیں وارثان منبرومحراب، داعیان دین اور خطباء کا بوجھ بھی بڑھ جاتا ہے کہ وہ اپنے بیانات میں مثبت انداز میں اسلامی معاشرت، خاندان کی بنیادوں، والدین اور اولاد کے حقوق وفرائض، بڑوں کا احترام، چھوٹوں پہ شفقت...... جیسے عنوانات کو اپنے بیانات کا موضوع بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات کہنے سننے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے؛ آمین!

وفاق المدارس العربیہ کے تحت ضمنی امتحان کا انعقاد، کامیابی کا تناسب 77 فیصد رہا

پاکستان میں مدارس دینیہ کے سب سے بڑے بورڈ وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے ضمنی امتحان کے نتائج کا اعلان کردیا۔ مرکزی دفتر میں ناظم اعلی وفاق المدارس حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم نے اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ تین سے پانچ جولائی کو ملک بھر کے دوسوتینتیس (233) امتحانی مراکز میں چھتیس ہزار چار سو چھبیس طلبہ وطالبات شریک ہوئے۔ جس میں اکیس ہزار ایک سو چھہتر (21176) طلبہ نے داخلے بھیجے جن میں سے بیس ہزار دوسو چھیانوے (20296) طلبہ شریک ہوئے، سولہ ہزار تین (16003) طلبہ کامیاب ہوئے اور چار ہزار دوسو ترانوے (4293) ناکام ہوئے، طلبہ کی کامیابی کا تناسب 78.8 فیصد رہا۔ جبکہ پندرہ ہزار دوسو پچاس (15250) طالبات نے داخلے بھیجے جس میں چودہ ہزار پانچ سو چوراسی (14584) نے شرکت کی اور دس ہزار سات سو چھبیس (10726) نے کامیابی حاصل کی، اور تین ہزار آٹھ سو اٹھاون (3858) ناکام ہوئیں، طالبات کی کامیابی کا تناسب 73.5 فیصد رہا۔ مجموعی طور پہ چونتیس ہزار آٹھ سو اسی (36880) طلباء وطالبات نے امتحان میں شرکت کی جس میں چھبیس ہزار سات سو انتیس (26729) نے کامیابی حاصل کی اور آٹھ ہزار ایک سو اکاون (8151) ناکام ہوئے،، اس طرح کامیابی کا مجموعی تناسب 76.6 فیصد رہا۔ اعلان کے موقع پر مرکزی ناظم دفتر مولانا عبدالمجید، چوھدری محمد ریاض عابد سمیت دیگر بھی موجود تھے۔ قائدین وفاق المدارس نے کامیاب ہونے والے طلباء وطالبات کا مبارکباد پیش کرتے ہوئے اراکین امتحانی کمیٹی اور مرکزی دفتر کے تمام ذمہ داران کو صرف تیرہ دن کی قلیل مدت میں نتائج تیار کرنے پہ خراج تحسین بھی پیش کیا۔ ☆☆

اسلام کا نظامِ عدل وانصاف

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انوار الحق حقانی دامت برکاتہم العالیہ

نحمده ونصلى على رسوله الكريم امابعد فاعوذبالله من الشيطٰن الرجيم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (النحل: ۹۰)

''بے شک اللہ تمہیں عدل وانصاف کرنے اور احسان (بھلائی) کرنے رشتہ داروں کو خیرات دینے کا حکم فرماتا ہے اور تم کو بے حیائی اور نافرمانی کے کاموں سے روکتا ہے۔''

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی ایسی کتاب ہے جو عالم انسانیت کی قدم قدم پر رہنمائی کرتی ہے۔ جس طرح دین اسلام اور شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) انسانی فطرت کے عین مطابق اور عالم کائنات کے تمام مسائل کے حل کا ذریعہ ہے، اسی طرح قرآن مجید کا حرف حرف ہماری فلاح و بہبود، کامیابی وکامرانی، اور رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے، چنانچہ جو آیت مبارکہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی یہ وہ آیت ہے جو خطیب حضرات ہر جمعہ کو اپنے خطبے میں پڑھتے رہتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ تمام عالم انسانیت کیلئے چند احکامات ذکر فرماتے ہیں اگر ان احکامات پر عمل کیا جائے تو تقریباً ہمارے تمام مسائل حل ہوجائیں گے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے چند کاموں کے کرنے اور چند کاموں سے منع (باز) رہنے کا حکم دیا ہے۔

عدل:...... پہلی بات یہ ارشاد فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عدل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ عدل کا لغوی معنی ہے برابر کرنا اور انصاف کرنا، جب ہم بوجھ کے برابر دو حصے کرتے ہیں جو دونوں ہم وزن ہوں؛ اس کو عربی میں عدل کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں، صحابہ کرامؓ کے بہترین دور میں، تابعین اور تبع تابعین کے ادوار میں عدل وانصاف کے بے شمار قصے ملتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود عدل کے علمبردار بلکہ سرتا پا عدل ہی عدل تھے۔ گویا عدل آپ کے خمیر میں پیوست تھا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بار آپ جہاد کے لئے صفیں درست فرما رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں سوکھی کھجور کی شاخ تھی ایک صحابیؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھک کر کچھ کہہ

رہے تھے کہ صحابیؓ کا چہرہ شاخ سے لگنے سے تھوڑا سا زخمی ہوکر اس پر قدرے خراش آ گئی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً صحابی سے فرمایا: کہ آپ کو تکلیف پہنچی ہے یہ چھڑی لو اور مجھ سے ویسا ہی بدلہ لے لو۔صحابی نے عرض کیا سبحان اللہ حاشا و کلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ لوں؟ یہ نہیں ہوسکتا۔

قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المائدة: ۸)

’’کسی قوم کی بغض و دشمنی تمہیں عدل وانصاف کرنے سے منع نہ کرے تم ہر حال میں عدل کرو کیونکہ عدل تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔‘‘

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل:......صحابہ کرامؓ نے عدل کی تعلیم حاصل کر کے عدل کے نمونے دنیا کو دکھائے۔مورخین نے لکھا ہے، سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے کہ جب خیبر فتح ہوا جو یہود کا علاقہ تھا۔اہل خیبر نے زمین کی آدھی پیداوار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کرائی۔ہر سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن رواحۃ کو عامل بنا کر بھیجتے تھے تاکہ وہ زمین کی آدھی پیداوار ان سے لیکر مدینہ لائے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ صحابی جا کر کل پیداوار کے برابر دو حصے کرتے، فرماتے ان میں سے جو حصہ تم چاہو لے لو۔اس عدل اور انصاف کو دیکھ کر یہود کہتے: ’’اس جیسے عدل کرنے والے لوگوں کی بدولت دنیا کا نظام چل رہا ہے۔‘‘ اور عبداللہ بن رواحۃ فرماتے تھے: ’’تم لوگ میرے نزدیک سب سے مبغوض لوگ ہو کیونکہ تم نے اللہ کے نبیوں کو قتل کر ڈالا ہے، تم ہی نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے اس سب کے باوجود میرا یہ رویہ مجھ کو آپ لوگوں پر ظلم کے لئے آمادہ نہیں کرسکتا۔کیونکہ یہ ہمارا شیوہ نہیں ہے ہمارا شیوہ عدل وانصاف کرنا ہے خواہ کوئی بھی ہو۔‘‘

عدل فاروقیؓ:......تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب بیت المقدس فتح ہوا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ بمع اپنے غلام کے عازم بیت المقدس ہوئے تو اونٹ پر آپؓ اور آپ کا غلام باری باری سوار ہوتے تھے۔جب بیت المقدس کے قریب ہوئے اور وہ منزل آئی جہاں سے غلام کے سوار ہونے کی باری تھی آپؓ اونٹ سے اتر کر پیدل چلنے لگے اور آپ کا غلام اونٹ پر سوار ہو گیا۔قریب آ کر لوگوں نے دیکھا، نادیدہ لوگوں نے نہیں پہچانا بلکہ انہوں نے یہ سمجھا کہ اونٹ پر امیر المسلمین جبکہ پیدل چلنے والا غلام ہوگا۔آپؓ کے عدل نے برداشت نہیں کیا کہ غلام کے باری میں آپ سوار ہوں۔

عدل اور ہمارے اسلاف:...... ہمارے اسلاف اسی طرح تھے۔شریعت کے احکام پر عمل پیرا ہو کر دنیا و

آخرت کی کامیابی نے ان کے قدم چومے۔

ہمارے اسلاف نے ہندوستان پر آٹھ سو سال تک حکومت کی۔عدل وانصاف کے واقعات سے ہندوستان کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ وہاں ہندوستان میں ایک مسجد بنی ہوئی تھی۔ ہندوؤں نے اس پر دعوی کیا کہ یہ جگہ ہماری ملکیت ہے یہاں پر ہمارا عبادت خانہ تھا۔اسے مسلمانوں نے منہدم کر کے مسجد کی بنیاد رکھی، مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان تنازعہ پیدا ہوا، مقدمے ہوتے رہے، عدالتوں کے چکر کاٹتے رہے۔ بالآخر ہندوؤں نے تجویز دی کہ تمہارے مسلمانوں کے فلاں مولوی صاحب کو اختیار دیتے ہیں وہ ہمارے اور تمہارے درمیان جو فیصلہ کرے ہمیں منظور ہے اور ہمارا اور آپ کا کچھ اعتراض نہ ہوگا۔ ہندوؤں کی تجویز سن کر مسلمان بہت خوش ہوئے اور مولانا صاحب کو ثالث مان کر سب اس کے فیصلے پر راضی ہو گئے۔مسلمان خوش تھے کہ ہمارے مولوی صاحب یقیناً ہمارے حق میں فیصلہ سنائیں گے۔لیکن جب مسلمان عالم دین سے جگہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ہندوؤں کی ملکیت ہے اس میں ہمارا کوئی حق نہیں۔مسلمان مولوی صاحب کا فیصلہ سن کر چیں بہ جبیں ہوئے، ناخوشی کا اظہار کیا اور ہندوؤں نے ادھر مشورہ کر کے کہا کہ آج مسلمان ہار گئے لیکن اسلام جیت گیا۔ہم بخوشی اس جگہ کو اس عالم دین کے انصاف کی وجہ سے مسلمانوں کو بخشتے ہیں۔اگر اسلام کے اندر اس قدر انصاف ہے تو ہم سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں۔ ہندوں نے نہ صرف یہ کہ وہ قطعہ زمین مسجد کے لئے وقف کر دیا بلکہ تمام محلّہ والوں نے اسلام لاکر ہمیشہ کی کامیابی و کامرانی حاصل کی۔

احسان:......اللہ تعالیٰ نے تمہیں احسان کا بھی حکم دیا ہے، احسان کیا ہے، اسکا ایک معنیٰ ہے۔کسی کے ساتھ بھلائی کرنا۔دوسرا معنی ہے کسی کو اس کے حق سے زیادہ دینا اور اسکا تیسرا معنی ہے۔کوئی کام یا عمل اچھے سے اچھے طریقے پر کرنا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔واحسنو ان اللہ یحب المحسنین اور تم احسان بھلائی کرو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا اور اسے پسند فرماتا ہے۔تو پہلے معنی کے اعتبار سے حکم یہ ہوا کہ دوسروں کے ساتھ تم بھلائی کا معاملہ کرو۔ان کے ساتھ نیکی کرو۔دوسرے معنی کے لحاظ سے ترجمہ یہ ہوا، تم دوسروں کو ان کے حقوق پورے پورے دو۔ کسی کو اس کا حق دینے میں کمی نہ کرو کہ یہ ظلم وہ زیادتی ہے۔جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔اور تیسرے معنی کے اعتبار سے ترجمہ یہ ہوا۔ کہ تم کوئی کام یا عمل ایسے طریقے پر کرنا جس سے بہتر کوئی دوسرا طریقہ نہ ہو۔حدیث جبرئیل علیہ السلام جو مشہور حدیث ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیلؑ نے پوچھا: ماالاحسان ؟ یارسول اللہ! احسان کیا ہے قال ان تعبداللہ کانک تراہ فان لم تک تراہ فانہ یراک. او کما قال علیہ الصلاۃ و السلام۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب یہ دیا کہ تم اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اگر بالفرض یہ طاقت نہیں تو پھر یہ کیفیت کہ اللہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے نا! یہی احسان ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان:......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اندر ہر تینوں معنی کا معمول موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت اسی طرح تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے حقوق بھی پورے پورے دیتے تھے، اوران کے حق سے زیادہ دیتے تھے۔ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص وصف تھا۔ کفار مکہ اور مشرکین قریش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کرتے ہوئے فرمایا: **لا تثریب علیکم الیوم** فرماتے ہوئے سب کو بخش دیا۔ خیبر کے موقع پر زینب بنت حارث نے بھنے ہوئے گوشت میں زہر ملا کر کھلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام نے بھی کھانا تناول فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل امینؑ نے زہر ملانے کی اطلاع دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: زہر ملا ہوا گوشت مت کھانا۔ ایک روایت میں یوں ارشاد آیا ہے۔ **یا نبی اللّٰہ لا تاکلنی فانی مسمومۃ** ۔ اے اللہ کے نبی مجھے تناول نہ فرمائے۔ میں زہر آلودہ ہوں۔ ایک صحابی تو وہیں شہید ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاحیات اس زہر کا احساس ہوتا رہا۔ بعض کتابوں میں ہے کہ آپ جب آخری ایام میں بیمار ہوئے تو اس زہر کا اثر محسوس کر کے فرمایا: مجھے وہی تکلیف ہے جو زہر مجھے چیز میں کھلایا گیا تھا، اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم زہر کی وجہ سے شہید ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کی موت سے سرفراز فرمایا۔ بہر حال اس عورت کو بلوا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زہر دینے کا سبب پوچھا۔ عورت نے کہا میں نے اس لئے زہر کھلایا تاکہ معلوم کروں کے اگر آپ اللہ کے نبی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زہر اثر نہیں کرے گا اور اگر آپ نعوذ باللہ جھوٹے ہوں تو آپ کا کام یہیں تمام ہو جائیگا اور ہمیں راحت مل جائی گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اسے معاف کر دیا۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ دوسری حدیث میں یہ ہے کے براء بن معرورؓ کے قصاص میں اسے قتل کر دیا گیا۔ بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بد بخت عورت کے ساتھ بھی احسان کا معاملہ فرمایا۔ اور اسے چھوڑ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے قرض لیتے تو بعد میں حضرت بلالؓ سے فرماتے۔ فلاں آدمی کو اسکا قرض بھی دو اور اس سے زیادہ دو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عدل واحسان اور انصاف کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

☆......☆......☆

خطاب خاص

وفاق المدارس العربیہ ...... ایک گوشہ وحدت

خصوصی بیان: قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہم

بموقع: اجلاس مجلس عمومی وفاق المدارس العربیہ (اسلام آباد)

ضبط وتحریر: مفتی تنویر احمد اعوان

بعد از خطبہ مسنونہ

سب سے پہلے میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مرکزی مجلس عمومی کے اس کامیاب اور تاریخ ساز اجلاس پر تمام ممبران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ حضرت مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتہم جو میرے شیخ زادہ بھی ہیں، ان کی صدارت میں گفتگو کو اعزاز سمجھتا ہوں اور اسی طرح حضرت شیخ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اور قائدین یہاں تشریف فرما ہیں، اکابر تو چلے گئے ہیں، جو جا چکے ہیں انہوں نے تو واپس نہیں آنا لیکن علمی دنیا میں اگر آج ہمارا کوئی سہارا ہے یا اگر آج کوئی ہمارا علمی اعتبار سے مرجع ہے تو حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب کی شخصیت ہے، جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان اکابرین اور علماء کی زندگیوں میں برکت عطا فرمائے اور ہمیں ساری زندگی ان اکابرین کے قدموں میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے ...... آمین!

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ہمارے اکابر اور بزرگوں کی سوچ، ان کی تدبیر، ان کے تدبر اور ان کی محنتوں کا مرقع ہے، زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ وحدتیں برقرار نہیں رہتیں، مسائل کی بنیاد پر، کہیں نہ کہیں ترجیحات کے فرق کی بنیاد پر مختلف حلقے تشکیل پاتے ہیں، لیکن مجھے یاد ہے کہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک گوشہ ایسا ہونا چاہئے جس میں سارا دیوبند اکٹھا ہو جائے اور وہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا گوشہ ہے۔

دیوبندیت کسی محدود فکر کا نام نہیں:

پہلی بات یہ ہے کہ علمی اعتبار سے جس مکتب فکر سے ہم وابستہ ہیں، اس کی جو تشریح اور تعبیر ہمارے بہت سے علما کرتے ہیں، میں شاید ذرا اس سے مختلف اس کی تشریح اور تعبیر کروں گا، دیوبند کسی محدود فکر کا نام نہیں ہے، چند عقائد یا مسائل پر مشتمل ایک اجتماع کا نام نہیں ہے دیوبند اسلام کی جامعیت، اسلام کی آفاقیت، اسلام کی عالمگیریت اور اس کی ہمہ گیریت کا نام ہے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ جب فرنگی کا دور تھا، ۱۸۵۷ء کے واقعات نے ان کو فاتح بنا دیا تھا اور

ان کا ہدف برصغیر سے اسلامی علوم کا خاتمہ تھا،کسی زمانے میں انگریز نے یہ بھی سوچا تھا کہ مسلمان کے اندر اسلام کا جو یہ جذبہ ہے،مسلمان کے اندر جو ایک اشتعال ہے،جس کی بنیاد پر وہ میدان میں اترتا ہے،اس کے پیچھے اصل محرک کیا ہے؟......تلاش کر کے ان کو یہ رپورٹ ملی کہ ان کے ہاں ایک کتاب ہے جس کو قرآن کہتے ہیں،جب یہ قرآن پڑھتے ہیں،تو ان کے اندر ایک عجیب احساس پیدا ہوتا ہے،ان کے اندر ایک اشتعال پیدا ہوتا ہے،ان کو غیرت آتی ہے۔تو یہ طے کیا گیا کہ اس کتاب کو جلایا جائے گا۔ایک طرف انہوں نے قرآن کریم کے نسخے اکٹھے کرنے شروع کیے، جہاں جہاں سے ملے،انہوں نے جلانے کا فیصلہ کیا۔دوسری طرف ہمارے اکابر نے چھوٹے چھوٹے بچوں کو لا کر پیش کیا اور کہا کہ قرآن پاک کے بغیر ان سے قرآن پاک سنو،پھر ان بچوں نے بسم اللہ سے لے کر والناس تک پورا قرآن سنایا۔کہا کہ کتابوں کو تو آپ جلا دیں گے لیکن ان سینوں کو کیسے ختم کرو گے؟!۔

عصری اور دینی علوم کا فرق:

جب علی گڑھ کا مدرسہ وجود میں آیا تو ایک تقسیم وجود میں آئی......لوگ کہتے ہیں کہ عصری علوم اور دینی علوم۔میں بحیثیت طالب علم کے اس تقسیم کا بھی قائل نہیں ہوں۔جن کو ہم عصری علوم کہتے ہیں،جن کو ہم فنی علوم بھی کہتے ہیں،انہیں علوم کے حاملین تو انبیائے کرام بھی تھے،حضرت نوح علیہ السلام کو لکڑی کا کام آتا تھا تو آپ کو کشتی بنانے کا حکم دیا گیا تھا،آج کے زمانے میں اس کو ایک فن کہا جاتا ہے اور آج کے زمانے میں اس کو ایک عصری علم کہا جاتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام ذرع بناتے تھے،لوہے کا کام جانتے تھے،اور پھر اللہ نے ان کے ہاتھ میں معجزہ بھی دے دیا کہ ان کے ہاتھ میں لوہا آتا تھا تو وہ نرم ہو جاتا تھا وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ۔

حضرت یوسف علیہ السلام ریاضی کا علم جانتے تھے،حساب کا علم جانتے تھے،تبھی تو پیشکش کی کہ...... وَا جْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْض۔

آج اگر ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیز میں انجینئرنگ پڑھائی جاتی ہے،میڈیکل کی تعلیم دی جاتی ہے......میں ایک بات بڑے دعوے سے کہنا چاہتا ہوں۔میرے اکابر موجود ہیں اگر میں غلط بات کہوں تو میری رہنمائی فرمائیں، اصلاح فرمائیں کہ اپنے اکابر علمائے دیو بند میں مجھے ایک اکابر یا ایک شیخ ایسا نہیں ملتا کہ جن کے بارے میں ایک جملہ بطور سند کے میں پیش کر سکوں کہ انہوں نے علی گڑھ کے نصاب پر اعتراض کیا ہو؟!۔

وہ علوم جن کو ہم قرآن اور تفسیر کا علم کہتے ہیں،جن کو ہم حدیث کا علم کہتے ہیں اور فقہ کا علم کہتے ہیں۔فارسی جو زبان ہماری سرکاری زبان ہوا کرتی تھی،مدرسوں میں رائج تھی، ہمارے ہوتے بھی رائج تھی،ہم صرف ونحو کی کتابیں

مثلاً ارشاد الصرف، نحو میر اور بہت ساری کتابیں فارسی میں پڑھتے تھے۔ جب سرکار کی چھاؤنی میں ان دینی علوم کو تحفظ نہیں ملا، پھر تحفظ دینے کے لیے دیوبند میں مدرسہ قائم ہوا، اس وقت کو ہمیں سمجھنا چاہیے۔

کیا ہمارے اکابر عصری علوم اور فنی علوم کے مخالف تھے؟ یا انگریز کی سازش کے تحت ان علوم کو نصاب سے نکال دیا گیا تھا۔ نتیجتاً ان علوم کو تحفظ دینے کے لیے یہ ادارے قائم ہوئے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جب مالٹا سے رہا ہو کر آئے تو ایک سال سے بھی کم زندگی آپ کو نصیب ہوئی، اس ایک سال میں آپ چند اکابرین کو لے کر خود علیگڑھ تشریف لے گے اور ان سے بات کی کہ انگریز نے ہم آپ کو تقسیم کر دیا ہے ہم مشترکہ نصاب بنائیں گے، جب پذیرائی نہیں ملی تو آپ نے خود جامعہ ملیہ کی بنیاد رکھی اور بعد میں وہ جامعہ ملیہ علی گڑھ سے دلی منتقل ہوا۔ میں جامعہ ملیہ کی دیوار کے ساتھ سے گزر چکا ہوں، جو ایک کلومیٹر سے زائد ہے وہ عظیم الشان ادارہ بن چکا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ ایک مشترکہ نصاب بھی تشکیل دے دیا تھا، ہندوستان کے مختلف علاقوں میں جا کر پیش کیا، جدید علوم کے حامل شخصیات کے سامنے پیش کیا، سرکاری لوگوں کے سامنے پیش کیا، لیکن پذیرائی نہیں ملی۔ ہمیں اس بات کو بھی سمجھنا چاہیے۔

نصاب کے بارے میں ہمارے اکابر کا موقف کیا ہے؟ عصری علوم اور فنی علوم کے حوالے سے ہمارے ان حضرات کی سوچ کیا تھی؟ اور حکمران طبقہ کا رویہ کیسا رہا؟ یہ کہنا کہ قیام پاکستان کے بعد ہمارے اکابر عصری علوم اور فنون کے مخالف تھے، اس سے کوئی اختلاف رکھتے تھے یا امت کو اس سے بھگانے یا اس سے نفرت رکھنے کی تعلیم دیتے تھے یا اس کو غیر ضروری سمجھتے تھے؟

ایک بات جو نتیجے کے طور پر سامنے آئی، یہ جانتے ہوئے کہ ہم کالجز اور یونیورسٹیز میں پڑھیں گے، سی ایس ایس کا امتحان دیں گے تو پھر ہم پاکستان کی بیوروکریسی کا حصہ بنیں گے، پھر ہم پاکستان کے مختلف محکموں کو چلا سکیں گے، پھر ہمارے اندر مختلف محکموں کو چلانے کی استعداد پیدا ہوگی، میڈیکل کے شعبے میں، انجینئرنگ کے شعبے میں، انتظامیہ کے شعبے میں اور زراعت کے شعبہ میں ماہرین پیدا کیے جا رہے ہیں، اور وہ ہماری بیوروکریسی کا اور اسٹیبلشمنٹ کا حصہ بن رہے ہیں۔ وہ تو ان کے پلڑے میں جا رہا ہے۔

ہم نے دینی علوم کے تحفظ کے لیے غیر معمولی قربانی دی ہے:

جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں کہ پاکستان میں اسلام کا نافذ ہو، اسلام کا نفاذ زمین کے ایک ٹکڑے پر ہوگا، لیکن جب ہمارے پاس ان کے شعبے چلانے کے لئے فنی مہارت نہیں ہوگی، تو پھر آپ عملی طور پر کس طرح اداروں میں دین نافذ کریں گے۔ پھر تو یقیناً اللہ کا دین ان لوگوں کے حوالے ہے اور اللہ کے دین کا انحصار ان لوگوں

پر ہے جو شریعت کو جانتے ہی نہیں ہیں، جن کو شریعت میں دلچسپی ہی نہیں ہے، شریعت جن کی ترجیح ہی نہیں ہے۔اتنے بڑے نظام سے لاتعلق رہنے کی ہم نے یہ قربانی دی ہے۔

صرف اس بنیاد پر ہمیں سب منصب مل سکتے تھے، ہم محکموں میں جا سکتے تھے لیکن جس چیز کی حفاظت کے لیے ہمارے اکابر نے بیڑا اٹھایا تھا، اگر ہم اس منصب سے منحرف ہو جاتے تو ہمارا مقصد رہ جاتا۔۱۸۶۶ء سے لے کر ۲۰۲۱ء تک علوم کی حفاظت کے لیے ہم نے ڈیڑھ صدی گذار دی ہے، کیا ڈیڑھ صدی کی محنت کو ہم آج ان لوگوں کے دباؤ پر قربان کر دیں گے جس طرح آج تک ہم لوگوں نے قربانی دی ہے ہمیں وہ مقصد سمجھنا چاہیے کہ ہم نے اتنی بڑی قربانی کیوں دی ہے؟۔

۱۹۷۳ء میں ہمارے ملک میں متفقہ آئین پاس ہوا، اسی آئین کے تحت ہی ۱۹۷۳ء میں اسلامی نظریاتی کونسل وجود میں آئی، اور طے یہ ہوا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر قانون بنے گا۔

۷۳ء سے لے کر آج تک ایک سفارش پر بھی قانون سازی نہیں ہوئی۔ ہر زمانے میں پارلیمنٹ ان لوگوں سے بھری ہوتی ہے، جن کی ترجیح اسلامی قانون سازی نہیں ہے، اسلامی قانون سازی ان کا پروگرام ہی نہیں ہے، اور یہ سلسلہ وقت کے ساتھ ساتھ اور زیادہ خراب ہوتا جا رہا ہے۔ایسی ایسی مخلوق آج اسمبلیوں میں لا کر بھر دی گئی ہے جن کے مناظر آپ دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ان سے آپ قرآن وسنت کے سنجیدہ نظام اور اسلامی قانون سازی کی توقع رکھ سکتے ہیں؟!۔

ہماری تاریخ آزادی کی جدوجہد سے عبارت ہے:

حضرات گرامی! جس حکومت کے خلاف ہم نے رائے دی ہے، اس کو مذاق نہ سمجھیں، اس کو غیر سنجیدہ نہ لیں۔ ہماری تاریخ آزادی کے لیے جدوجہد سے بھری پڑی ہے۔میں انتہائی ادب اور معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس ملک میں قانون سازی آئی ایم ایف کی ترجیحات پر، جس ملک کی معیشت آئی ایم ایف کی ترجیحات میں طے ہو، جس ملک کا بجٹ آئی ایم ایف ورلڈ بینک اور ایشین بینک کی ترجیحات کے مطابق ہو۔جس ملک کی قانون سازی ایف اے ٹی ایف کی دباؤ پر ہو۔ہم شرم محسوس نہیں کرتے جب ہم ان کا مسودہ بنا کر پارلیمنٹ میں پیش کرتے ہیں نیچے کے صفحے پر عہد لکھتے ہیں کہ یہ قانون ہم کیوں پیش کر رہے ہیں، بے شرمی کے ساتھ لکھتے ہیں کہ ایف اے ٹی ایف کے معاہدے پر یہ قانون پیش کر رہے ہیں، اس کو تو خاموش بھی رکھا جا سکتا تھا، کوئی اور عبارت بھی لکھی جا سکتی تھی۔اب آپ بتائیں کہ معیشت اس وقت ہماری بین الاقوامی اداروں کے ہاتھ میں ہے، قانون سازی ہماری ان کے ہاتھ میں ہے، آج ان کا دباؤ ہے کہ ناموس رسالت کے حوالے سے قانون کو ختم کرو۔

آج ان کا دباؤ ہے کہ ختم نبوت کے حوالے سے قانون کو ختم کرو، آئین میں تبدیلی لاو، اگر ہم نے ساری قانون سازی اور ساری پالیسیاں بین الاقوامی اداروں کے دباؤ میں کرنی ہیں تو پھر معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں طے کرنا ہوگا کہ حضرت شیخ! ہم جس پاکستان میں رہ رہے ہیں اسے ہم ریاست سے تعبیر کریں یا بین الاقوامی کالونی سے تعبیر کریں۔

مدارس کو قومی دھارے میں لانے کا کیا مطلب؟

علمائے کرام! ہمیں سوچنا ہوگا......! ہمیں پھر اپنی تاریخ کی طرف جانا ہوگا، اگر برصغیر کالونی تھی اور ہم اس کالونی میں زندگی کو قبول نہیں کر رہے تھے، اگر پاکستان بھی کالونی کا کردار ادا کرے گا تو پھر ہمیں اسے ریاست بنانے کے لیے قربانیاں دینا پڑیں گی، ہم ایک آزاد ریاست تو بنیں، ہمیں احساس تو ہو کہ ہم آزاد ریاست ہیں۔

تقریبا دس پندرہ سال سے میرے نوٹس میں ہے کہ ہم مذاکرات کر رہے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ہم مدارس کو مین سٹریم میں لائیں گے۔قومی دھارے میں لانے کا مطلب کیا ہے؟ ہم پاکستان کی بیوروکریسی یا افسروں کی طرح بن جائیں......؟ ہم اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ سرکاری نوکریاں ہمیں مل سکے؟!......اور علوم دینیہ کو زندہ رکھنے کا جو اصل ہدف ہے اس سے ہم ہٹ جائیں؟!۔کیا یہ قومی دھارا ہے؟، میں زیادہ باریکی میں نہیں جانا چاہتا لیکن ایک بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں، جب ہم اداروں سے بات کرتے ہیں تو ادارے ہم سے کہتے ہیں کہ ہم مدارس کو قومی دھارے میں لانا چاہتے ہیں تو آئیے بیٹھ کر سودا کرتے ہیں۔ہم آپ کے ساتھ قومی دھارے میں چلے جاتے ہیں اور آپ ہمارے ساتھ اسلامی دھارے میں آجائیں۔

ہم ایک اسلامی مملکت ہیں اور آپ اسلامی دھارے میں آنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو تمہارا یہ نام نہاد قومی دھارا ہمیں بھی قابل قبول نہیں ہے۔ابھی چلتے ہیں محلے دیہات میں، آپ کے اسلام آباد کے سرکاری دفتر کا افسر پاکستانی نظر آتا ہے یا یا مولوی نظر آتا ہے۔محلے دیہات میں چلے جائیں وہاں ہمارا مولوی بھی کھڑا ہو جائے اور ہمارا افسر سوٹ والا یہ بھی کھڑا ہو جائے، دیکھتے ہیں کہ کون پاکستانی کو نظر آتا ہے؟

جمعیت علماء اسلام کا نظریہ اور رویہ:

بڑی احتیاط کے ساتھ چلنا ہوگا، بہت احتیاط کے ساتھ چلنا ہوگا، ان تمام چیزوں پر آپ کے اکابرین کی نظر ہے، ہم نے بار بار بیٹھ کر مشورے کیے ہیں، ایک بات سمجھ آئی ہے کہ آج جو پاکستان میں ہمارا منہج ہے، اس میں ہمیں دو چیزیں ملی ہیں، کم از کم جمعیت علماء اسلام کے حوالے سے میں کہوں گا، ایک جمعیت علماء اسلام کا نظریہ، اور ایک اس نظریے کو پروان چڑھانے کے لئے جمعیت علمائے کرام کا رویہ۔

جب ہم رویے کا تعین کریں گے تو اس میں انتہا پسندی اور فرقہ واریت کی گنجائش ہے اور نہ اس کے اندر بندوق کی سیاست کی گنجائش ہے۔ مسائل میں اختلاف ہوتا ہے، ہم درس گاہوں میں بیٹھ کر جو طلبہ کو پڑھاتے ہیں اور ہم ٹھیک ٹھاک اہل سنت والجماعت کی مکمل ترجمانی کر رہے ہوتے ہیں، دنیا جہان کے دلائل اکٹھے کر کے ہم اہل سنت والجماعت کی حقانیت اور حنفیت کی حقانیت کو بیان کرتے ہیں۔ اختلاف کا یہ بیان صاحب استعداد لوگوں کا مسئلہ ہے، اگر یہی مسئلہ ہم گلی کوچوں، چوراہوں اور عام عوام میں لے آتے ہیں تو یہی مسئلہ فتنہ کا باعث ہے۔

ایک مجلس میں ہم بیٹھے ہوئے تھے میں نے کہا کہ ہمارے ملک کی ایک عجیب شکل بن گئی ہے۔ اللہ پر قبضہ کر لیا ہے اہلحدیث نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قبضہ کر لیا ہے بریلویوں نے، اہل بیت پر قبضہ کر لیا ہے شیعہ نے، صحابہ کرام پر قبضہ کر لیا ہے سپاہ صحابہ نے، میں نے کہا آپ نے ہمارے لئے کیا چھوڑا ہے؟ یہ کیا ہے اپنی اپنی شناخت بنانے کا شوق ہے؟ جب ہماری شناخت کے لیے کچھ نہ رہا تو کسی نے حیات کو شناخت بنا لیا اور کسی نے ممات کو۔

ہمارے اکابر اس سے بلند سوچتے تھے، ہم نے اس سے بلند سوچنا ہے، میرے نزدیک اب بھی دیوبند کیسی محدود فکر اور نظریے کا نام نہیں ہے، یہ انیسویں صدی میں فقہ امام اعظم ابوحنیفہ کی نشاط ثانیا کا نام ہے، کس طرح انہوں نے اپنے علوم کو تحفظ دیا، کس طرح اس فرقہ کو تحفظ دیا۔

دیوبند کا مسلکی مزاج کیا ہے؟

میرے ہاتھ چھوٹا سا رسالہ آیا ''دارالعلوم دیوبند کا مسلکی مزاج کیا ہے؟'' میں حضرت شیخ الاسلام سے عرض کر رہا ہوں کہ اس کو وفاق کے نصاب میں شامل کیا جائے تا کہ بچے پڑھیں اور انہیں پتہ ہو کہ دیوبند کا مسلکی مزاج کیا ہے؟ ان کو علم ہو کہ کس لیے اپنے آپ کو دیوبندی کہنا ہے۔ حضرت نے خود فرمایا یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی اپنے آپ کو ازہری کہے، کوئی اپنے آپ کو مدنی کہے کہ مدینہ یونیورسٹی سے فارغ تحصیل ہے، ندوی کہے کہ ندوہ سے فارغ التحصیل ہے، علیگ کہے کہ علی گڑھ سے پڑھا ہوا ہوں۔ جیسے کوئی حقانی کہے جامعہ حقانیہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔ یہ صرف اپنے سلف کی طرف نسبت کرنے کا اظہار ہے اور کچھ نہیں ہے۔

ہمارے حضرات نے اس کو کوئی بریلوی کے مقابلے میں نہیں بنایا۔ کچھ عرصہ قبل جب ہم جمعیت علماء اسلام کا صد سالہ پروگرام کر رہے تھے، ہم نے کچھ لوگوں کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ ایک رسالہ ترتیب دیں کہ جمعیت علماء کی تاسیس کیسے ہوئی؟ کون لوگ اس میں شریک تھے؟ انہوں نے تحقیق کے بعد رسالہ چھاپا، اس رسالہ کا نام ''مؤسس جمعیت'' نہیں بلکہ ''مؤسسین جمعیت'' رکھا گیا۔

ہم نے سن رکھا تھا کہ حضرت شیخ الہند کے مالٹا میں ہوتے ہوئے دو شخصیات اکٹھی ہوئیں، انھوں نے مل کر

جمعیت کی تجویز بنائی تھی، ایک مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور اور ایک حضرت ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، ایک اہلحدیث عالم تھے اور دوسرے ہمارے اکابر علمائے دیوبند میں سے تھے۔ جب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ مالٹا واپس آئے تو دوسرا اسالانہ اجتماع ہوا، اس کی صدارت حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے کی، اور پورے ہندوستان کے شاگردوں کو بلایا، جب ہم نے یہ فہرست دیکھی تو اس میں ایسے ایسے نام ہمیں پتہ چلے جو کہ ہمارے مسلک کے نہیں تھے۔ یہ نام یا تو بریلویوں کے ہوسکتے ہیں درگاہ والوں کے یا شیعوں کے، پورے ہندوستان کے علماء کو اکٹھا کیا گیا۔ لیکن ایک فکر و نظریہ اور تحریک ہمارے حوالے کی، میں تو کبھی کبھی اپنے لوگوں سے کہہ دیتا ہوں، مذاق بھی کر لیتا ہوں اور وہ برداشت بھی کر لیتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ دیکھو:

دارالعلوم دیوبند کا پہلا شاگرد محمود حسن

جمعیت علماء اسلام کا مؤسس محمود حسن

اگر مدرسہ کی بنیاد تلاش کرو تو وہ بھی محمود حسن

اور جمعیت کی بنیاد تلاش کرو تو وہ بھی محمود حسن

یہ دو عناصر ملیں گے تو دیوبندی بنے گی۔

وفاق المدارس پر وار کیوں کیا گیا؟

میرے خیال میں اس حوالے سے جب انہوں نے دیکھا کہ جب آپ ڈٹ گئے۔ آپ نے اپنے نظریات، مدارس کے اصول، مدارس کے منہج اور اس نظام تعلیم پر کوئی سودا نہیں کیا تو آپ پر انہوں نے اپنا وار کیا۔ آپ کو کہہ دیا کہ یا تو پانچوں وفاق ایک بن جائیں یا 15 وفاق اور دے دو اس سے ان کی بدنیتی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اب بورڈ تو بن گئے۔ ان کی مثال لے لیں کہ جیسے جنرل مشرف نے ماڈل مدارس بنائے پاکستان مدرسہ ایجوکیشن بورڈ بنایا کہ ہم بھی مدرسے بنائیں گے اور یہ طلبہ وہاں جائیں گے اور عصری علوم پڑھیں گے، اور کیا کیا لالچیں دی گئیں، میں نے اس وقت ایک تبصرہ کیا تھا وہ یہ تھا ان میں طلبہ نہیں پڑھیں گے، ان عمارتوں میں گدھے چریں گے۔ اور وہی نتیجہ نکلا۔ آج آپ بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے فیصلہ کرنا ہے اور پھر آپ نے جا کر اپنے زیر اثر مدارس میں جانا ہے علماء میں جانا ہے۔

علماء کو پیسوں کا لالچ:

میں نے تین چار سال پہلے ایک تجربہ کیا، کچھ لوگ 2013 میں میرے پاس آئے، اور مجھے آمادہ کرنے لگے کہ میں عمران خان سے اختلاف ختم کر دیں اور پھر مجھے لالچ دینے لگے کہ مولانا پیسہ آئے گا بہت زیادہ پیسہ آئے گا گلی کوچوں

میں جائے گا اور آپ کے مدرسے اور مسجد تک جائے گا اور مسجد کے مولوی تک پیسہ پہنچے گا اور پھر تم تنہا رہ جاؤ گے، جانی میرا مولوی ایسا لالچی ہے کہ اسے چند سکے مل جائیں اس کے بعد پھر ہم تنہا ہے۔ کوئی مولوی میرا ساتھ ہی نہ دے، میں نے کہا کہ مجھے یہ چیلنج قبول ہے۔ چنانچہ جب پہلے ان کی حکومت بنی کے پی کے میں تو انہوں نے مساجد کے ائمہ کے لیے ماہانہ دس ہزار روپے کا اعلان کیا یہ وہ ایجنڈا ہے جس پر وہ آرہے تھے یعنی جو پیسے کھا پی کر چھپ چکے تھے وہ مولوی صاحبان کو دے رہے تھے۔ لیکن آپ یقین جانیے ہم نے کہا کہ ہم اس کو مسترد کرتے ہیں اور تحصیل لیول علمائے کرام اکٹھے ہوئے، تحصیل تحصیل کی سطح پر علماء اجلاس کر کے ایسا متفقہ فیصلہ دے دیا کے پورے تحصیل میاں کا علم بھی ایسا نہیں کہ جس نے فارم لے کر پر کیا ہو اور پیسہ لیا ہو۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ہے اور رہے گا:

آج پھر آپ پر امتحان ہے، خبردار وفاق المدارس العربیہ پاکستان کوئی ایک چھوٹا سا مدرسہ بھی لالچ میں آکر ان بورڈوں میں چلا نا آجائے ......اس پر عہد کرو! (چاروں طرف سے آوازیں ...... لبیک لبیک لبیک!)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ہے اور رہے گا اور اس کے خلاف جتنی سازشیں ہیں اور ہمیں پتہ ہے کہ سازش کہاں سے ہو رہی ہے وہ سازش والی جگہ بھی مجھے معلوم ہے، تیرا مدرسہ بھی نہیں ہے کہاں سے آئے گا

حضرت بات بنیادی یہ ہے کہ استقامت دکھانی پڑتی ہے استقامت کی ضرورت آزمائش کے وقت ہوتی ہے یہ ایک دور گزر رہا ہے جب امریکہ اور مغربی سرمایہ دارانہ سرمایہ داریت آپ کو خاک میں سمجھ رہی ہے اور وہ آپ کی تہذیب کو تبدیل کرنا چاہتی ہے، اور مجھے کہا گیا تھا کہ ہم نے 15 سال محنت کی ہے آپ کے صوبے میں اس لیے ان کی حکومت لائے ہیں کے پشتون بیلٹ میں مذہب کی جڑیں گہری ہیں، اور مذہب کی ان کی گہری جڑوں کو اکھاڑنے کے لیے ہمارے پاس عمران خان سے زیادہ اور مناسب کوئی آدمی نہیں ہے۔ ان کے الفاظ میں آپ کو بتا رہا ہوں۔

اس کا ایجنڈا دیکھو نوجوان نسل کو خراب کر رہا ہے نوجوان نسل کو لادینیت کی طرف لے کر آیا ہے، کروڑ نوکریاں دینے کی لالچی دی گئی ہیں ان کو، اور این جی اوز کے ذریعے کیا کیا کچھ نہیں کیا گیا، بے حیائی فحاشیوں عریانی یہ درس دیے گئے، لیکن ایجنڈا ناکام ہو گیا اور انشاء اللہ وہ نوجوان واپس آرہے ہیں کہ ہم سے غلطی ہوئی

اور نقصان جو ہونا تھا وہ ہو گیا لیکن نقصان بھی ہوتے رہتے ہیں اور اس کی تلافی کے لئے اللہ تعالی بندوں کو بھیجتے رہتے ہیں آپ اسی لئے ہیں کہ اس کی تلافی کریں۔ وفاق المدارس سے ہمارا کیا ہے اپنے گھر میں اختلاف بھی

چھوٹا موٹا جھگڑا بھی آجاتا ہے، لیکن وہ گھر کی چیز ہے

آج جب وفاق کے وجود پر حملہ کیا گیا تو ہم نے سب کچھ بھلا کر آگے بڑھ کر وفاق المدارس کو یقین دلایا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں بالکل کھڑے ہیں میدان میں کھڑے ہیں سینہ سپر ہو کر کھڑے ہیں اور میں اکابر کو؛ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ڈنڈا پہلے میرے سر پر لگے گا آپ تک ڈنڈا نہیں پہنچے گا ان شاء اللہ العزیز! اس وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو زندہ رکھنا ہے انہوں نے بڑی کوشش کی گئی ہے وفاق المدارس کے مقابلے میں بورڈ لے آئیں۔

ابھی تو ہم بیٹھے ہیں اس سے پہلے ہی وہ ٹھوس ہو چکے ہیں کچھ نہیں ہے آزمائش کے وقت بہادر بننا پڑتا ہے بزدلی اگر قریب آ گئی تو گے یہ وقت بزدلی دکھانے کا نہیں ہے دل مضبوط رکھیں تو کل صرف اللہ پر رکھیں کہ اللہ کے دین اور اس کے علوم کو بچانا چاہتے ہیں اور یا اللہ تیری مدد کے ہم مستحق ہیں اور ہماری بداعمالی کی وجہ سے اللہ ہمیں محروم نہ فرمانا

حضرت نے اکابرین کی مثالیں دیں کہ وہ تقوی کے پہاڑ تھے ہم تو صرف ان سے نسبت کرنے والے ہیں نسبت کے دعویدار ہیں ہزار کمزوریاں ہمارے اندر ہیں لیکن ہزار کمزوریوں کے باوجود ہم اپنی انفرادی زندگی میں پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تو پھر اسی کمزوری کے ساتھ جب ہم اکٹھے ہوں گے تب بھی وہ کمزوریاں ہمارے اندر ہو گی لیکن ہم نے اپنے عقیدے اور اپنی زبان پر کوئی سودا نہیں کرنا حضرت نے تجویز پیش کی ہے وفاق المدارس کو آگے لے جانے کی ان شاء اللہ العزیز ہم سب کی اس کے ساتھ تائید ہو گی اور اس کو آگے بڑھائیں گے اور اس کے شانہ بشانہ رہیں گے یہ ہمارے بزرگ بھی ہیں ہمیں بھی اپنے سروں پر ان کا ہاتھ چاہیے ہوگا ان کی شفقتیں چاہیے ہونگی حضرت مولانا قاری حنیف جالندھری صاحب تو ہمارے ہمارے بھائی بھی ہیں۔

ہم زندگی بھر اکٹھے رہے ہیں اور اس نظم کو ہم نے اکٹھے چلانا ہے یہ ہمارا ہی گھر ہے اور ہم نے اپنے گھر کی حفاظت کرنی ہے دشمن نے پتھر بھی پھینکنے ہیں دشمن نے گھر کی دیوار کو گرانے کی کوشش بھی کرنی ہے لیکن ہم نے اس کی حفاظت کرنی ہے اور ان شاء اللہ ہم کریں گے اور وفاق کو بہتر انداز سے آگے بڑھائیں گے جو اصولی فیصلہ یہاں ہوئے ہیں اور جو اس پر تفریعات ہوں گی انشاء اللہ ہم باہمی مشاورت کے ساتھ اس کو آگے بڑھائیں گے اللہ تعالی ہم سب کا حامی و ناصر ہو......وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!۔

☆......☆......☆

ایک شفیق اور مہربان ہستی

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ محبتوں، شفقتوں کے پیکر اور عنایات ونوازشات کا استعارہ تھے......ایک سائبان......ایک شجر سایہ دار......حالات ومسائل کی چلچلاتی دھوپ سے آکر جن کے زیر سایہ ستانے میں سکون میسر آتا تھا......میرا حضرت ڈاکٹر صاحبؒ سے تعلق تقریباً چار عشروں پر محیط ہے......اس عرصے میں ابتداءً چند اجلاسوں اور پروگراموں میں آمنا سامنا اور رسمی ملاقاتیں ہوتی رہیں لیکن بعد ازاں وہ تعلق بڑھتا رہا......گہرا ہوتا رہا اور ہر گزرتے دن کے ساتھ اس تعلق میں مضبوطی آتی چلی گئی......جب وفاق المدارس کے اجلاسوں اور دیگر اجتماعی معاملات میں بنوری ٹاؤن جانا ہوتا اس دور میں، میں چائے سے پرہیز کرتا تھا حضرت ڈاکٹر صاحب فرمایا کرتے تھے "بھئی! حنیف شیر خوار ہے اس کے لیے دودھ لاؤ" یہ ڈاکٹر صاحب کی شفقت اور اصاغر نوازی کا پہلا نقش تھا جو ہمیشہ سے دل وجان پر ثبت رہے گا......یہ صرف کہنے کی بات نہیں تھی بلکہ عمر کے آخری حصے تک انہوں نے اس حنیف کو ایک شیر خوار کے طور پر ہی انگلی پکڑ کر ساتھ چلایا۔

عام حالات میں تو حضرت ڈاکٹر صاحب کے ساتھ زیادہ رفاقت میسر نہ آتی تھی لیکن اسفار کے دوران خاص طور پر بیرون ممالک کے اسفار کے دوران آپ کے بہت قریب رہنے اور آپ سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ خاص طور پر عرب ممالک کے اسفار اور پروگراموں کے دوران حضرت ڈاکٹر عبدالرزارق اسکندر صاحب رحمہ اللہ کی اپنی ہی شان ہوتی تھی......عرب جامعات میں زیر تعلیم رہنے کے باعث اور عربی زبان پر عبور اور دسترس ہونے کی وجہ سے آپ کا حلقہ احباب مشرق ومغرب میں پھیلا ہوا تھا......جہاں چلے جاتے لوگوں کا ہجوم ہو جاتا......علماء ومشائخ، اہل علم اور اہل قلم کے ساتھ آپ کے مراسم اور تعلقات ہمیشہ پاکستان کے دینی مدارس اور مذہبی طبقات اور علماء کرام کے کام آتے......اسفار کے دوران جب کچھ فرصت میسر آتی تو حضرت ڈاکٹر صاحب کے ساتھ طویل نشست

ہوتی……آپ کی مجلس میں علوم ومعارف کے وہ موتی لٹائے جاتے کہ سبحان اللہ!……میں نے اپنی زندگی میں حضرت ڈاکٹر صاحب کو"المومن هين لين سهل " کا حقیقی مصداق پایا……نرم خو،دھیما لہجہ،کھرے،اجلے صاف گو،ملائمت پسند…. شفیق ایسے کہ کبھی اجنبیت محسوس نہیں ہوتی تھی……ہر کسی کے ساتھ ایسا تعلق تھا کہ ہر کوئی یہ سمجھتا تھا حضرت ڈاکٹر صاحب کے ہاں سب سے زیادہ وہی عزیز اور لاڈلا ہے۔

حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب کی شفقت ورفاقت کے بعد ان کی جس دوسری خوبی نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا وہ ان کی صفتِ 'وفا' تھی،اپنے اساتذہ کرام کے ساتھ……مادر علمی کے ساتھ……اپنے بڑوں کے ساتھ انہوں نے تادم آخر وفا کی……حضرت ڈاکٹر صاحب کے لیے بہت مواقع تھے……بڑے بڑے امکانات تھے……بھاری بھرکم تنخواہوں کی پیشکش تھیں……دنیا بھر کی جامعات کے دروازے آپ کے لیے کھلے تھے……پاکستان میں عرب ممالک کے سفارت خانوں میں آپ کا وسیع حلقہ احباب تھا لیکن حضرت ڈاکٹر صاحب نے اپنے ادارے،اپنے اساتذہ،حضرت بنوری اوران کے گلشن سے وابستگی کوسب چیزوں پر ترجیح دی اور کبھی کسی ظاہری چمک دمک،وقتی مفاد اور مال ودولت کی ریل پیل پر نگاہ غلط انداز بھی نہیں ڈالی……اسی وفا اور وابستگی کا نتیجہ تھا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب ایک عام اور دور دراز کے دیہاتی طالب علم کے طور پر بنوری ٹاؤن آئے تھے،پوری زندگی جس گلشن کی خون جگر سے آبیاری کی……زندگی کی شام بھی اس حال میں ہوئی کہ آپ حضرت بنوری کے گلشن کے باغبان اور پاسبان ہی نہیں بلکہ وفاق المدارس جیسے دینی مدارس کے وسیع نیٹ ورک اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جیسی اکابر کی تحریک کے سرخیل تھے-آپ اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک ایسا مجمع البحار بن گئے تھے کہ علم وعمل اور دعوت وتحریک کے سب دریا آکر آپ کی شخصیت میں جمع ہوجاتے تھے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی رحلت میرے لیے ذاتی اور وفاق المدارس کی ذمہ داریوں کے حوالے سے بڑا سانحہ تھا……حضرت شیخ کے ساتھ میری جو طویل رفاقت اور اشتراک عمل رہا ان کی رحلت کے بعد میں بہت خلا محسوس کررہا تھا……ان کی کمی شدت سے محسوس ہورہی تھی لیکن اللہ رب العزت کی طرف سے تکوینی طور پر ہر چیز کا انتظام ہوتا ہے……آپ کے بعد حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحبؒ کی صورت میں اللہ رب العزت نے وفاق المدارس کو ایک ایسا میرِ کارواں عطا فرمایا اور مجھے بھی ایک ایسے رہبر سے نوازا جس نے حضرت شیخ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔

علالت اور اور ضعف کے باوجود وفاق المدارس کے ہر کام کے لیے ہمہ تن مستعد ہوتے……وہیل چیئر پر ہونے کے باوجود سفر فرماتے……اجلاسوں اور پروگراموں میں شریک ہوتے……کارگزاری لیتے……میرا چونکہ شروع سے

مزاج رہا ہے کہ ہر ہر بات پر اپنے بڑوں سے مشورہ کرتا ہوں...... ہر معاملے کی پوری کارگزاری بیان کر کے فیصلہ اپنے بڑوں پر چھوڑ دیتا ہوں......گاہے وقتی طور پر بڑوں کا فیصلہ یا رائے میری منشاء کے مطابق نہ بھی ہو تب بھی الحمدللہ کوشش ہوتی ہے کہ بڑوں کا فیصلہ مقدم رہے اور پھر اللہ رب العزت اس میں ضرور ہی خیر ڈال دیتے ہیں۔

اللہ رب العزت ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر دیں انہوں نے آخری دم تک سرپرستی فرمائی.... نگرانی فرمائی .... ہر معاملے میں رہنمائی فرمائی اور بھرپور ساتھ دیا۔خاص طور پر حکومت کے ساتھ ہونے والے مذاکرات......کرونا کی آڑ میں مساجد کی بندش اور مدارس میں تعلیمی سلسلے کو روکنے کی جو کوششیں ہوئیں......ان میں ہمیں حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی مکمل پشت پناہی اور سرپرستی حاصل رہی......اگرچہ عملی کام کی توفیق اللہ رب العزت نے حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم، راقم الحروف اور برادرم ڈاکٹر مولانا عادل خان شہیدؒ کو دی لیکن ڈاکٹر صاحب مسلسل دعاؤں سے نوازتے رہے......کارگزاری لیتے رہے......رہنمائی فرماتے رہے......ان کی امارت اور توجہات سے ہی اللہ رب العزت نے ان مشکل ترین حالات میں بھی سرخرو فرمایا۔

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب سے تعلق کی داستان تو بہت طویل ہے لیکن علالت کے باعث اسی پر اکتفا کر رہا ہوں، میرے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ امر یہ ہوا کہ آپ کی وفات سے چند روز قبل اسلام آباد میں ملک بھر کے علماء ومشائخ اور اہل مدارس نے ایک مرتبہ پھر حضرت ڈاکٹر صاحب اور اس عاجز پر وفاق المدارس کی صدارت اور نظامت علیا کا بارگراں ڈالا۔ میں اسلام آباد اجلاسوں سے فارغ ہو کر ملتان آیا اور دو دن بعد میرا کراچی جانے کا ارادہ تھا......حضرت ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں حاضری اور مشاورت اور آگے کے حوالے سے ان سے رہنمائی لینے کی کتنی ہی باتیں میرے دل میں تھیں کہ اچانک دل کی تکلیف ہوئی اور مجھے ہسپتال داخل کروا دیا گیا، یوں ایسے عالم میں جب میں خود صاحب فراش اور علیل تھا......حضرت ڈاکٹر صاحب اپنے رب کے حضور جا پہنچے ......میری نہ ان سے الوداعی ملاقات ہوسکی......نہ ان کے جنازے میں شرکت ہوسکی اور نہ ہی ان سے کچھ کہا اور سنا جا سکا...... یہ حسرت دل ہی دل میں رہی لیکن پھر بھی اللہ کریم کی تقدیر اور فیصلے پر راضی ہیں اور اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت حضرت ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اپنے خصوصی کرم اور فضل والا معاملہ فرمائیں......آمین!

☆......☆......☆

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

وفاق المدارس سے وابستگی کے چند اُجلے نقوش

جناب مولانا عبدالمجید صاحب
ناظم مرکزی دفتر وفاق ملتان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت جامع اور بلند پایہ شخصیت کے مالک تھے۔ بہت ہی عظیم نسبتوں کے امین تھے۔ بیک وقت وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی کے مہتمم و شیخ الحدیث تھے۔

آپ 1935ء کو ایبٹ آباد کے گاؤں کوکل کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی و عصری تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد 1952ء میں دارالعلوم نانک واڑہ میں داخلہ لیا اور 1956ء میں سند فراغت حاصل کی۔ 1972ء میں جامعہ ازہر مصر میں داخلہ لیا جہاں سے چار سالہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے دوران تعلیم 1955ء ہی سے اپنے شیخ، حضرت علامہ مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر تدریس شروع کر دی تھی اور تاحیات 2021ء تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آپ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن میں شیخ الحدیث کے منصب جلیلہ پر بھی فائز رہے۔

آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بہت سے اہل قلم حضرات لکھ چکے ہیں، لکھتے رہیں گے، آپ کی حیات کا ہر پہلو الگ الگ باب کا متقاضی بھی ہے۔ تاہم یہاں اس تحریر کا مقصد آپ کی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ وابستگی اور وفاق کے لیے آپ کی گرانقدر خدمات کو اجاگر کرنا ہے۔

وفاق المدارس سے وابستگی:

آپ مورخہ 2 ذیقعدہ 1418ھ مطابق 2 مارچ 1998ء کو وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے رکن نامزد ہوئے۔ 12 رجب المرجب 1422ھ مطابق 30 ستمبر 2001ء سے 16 ربیع الثانی 1438ھ مطابق 15 جنوری

2017ء (عرصہ سولہ سال) تک وفاق المدارس کے نائب صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔شیخ المشائخ حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد نو ماہ تک بطور قائم مقام صدر وفاق ذمہ داری نبھائی۔وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ،شوریٰ وعمومی نے اپنے اجلاس منعقدہ 14 محرم الحرام 1439ھ مطابق 05 اکتوبر 2017ء بمقام جامعہ اشرفیہ لاہور میں آپ کو متفقہ طور پر صدر وفاق منتخب کیا۔گزشتہ سال وفاق کے منتخب عہدیدران کی مدت عہدہ پوری ہوچکی تھی۔وفاق کی مجلس شوریٰ وعمومی نے مورخہ 6 ذیقعدہ 1442ھ مطابق 17 جون 2021ء کو اپنے اجلاس بمقام جامعہ دارالعلوم زکریا ترنول اسلام آباد میں آپ کو دوسری مرتبہ متفقہ طور پر وفاق المدارس کی صدارت کے لیے منتخب کیا۔مجموعی طور پر تقریباً چار سال عہدہ صدارت پر فائز رہے۔

آپ نے متعدد بار وفاق کی کمیٹیوں کے رکن اور سربراہ کی حیثیت سے بھی بطریق احسن خدمات انجام دی ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

مورخہ 20 ذیقعدہ 1402ھ مطابق 9 ستمبر 1982ء کو جامعہ قاسم العلوم ملتان میں مجلس عاملہ کے اجلاس میں ''وفاق'' کی نصاب کمیٹی تشکیل دی گئی۔آپ اس کمیٹی کے رکن مقرر ہوئے۔اس نصاب کمیٹی کے متعدد اجلاسوں میں نصاب پر غور وخوض کرکے نصاب تعلیم از سر نو مرتب کیا گیا۔جس میں معادلہ کی ضرورت اور جدید تقاضوں کے پیش نظر عصری مضامین بھی شامل کئے گئے۔بعض حضرات کی رائے تھی کہ ایم اے اسلامیات کے مساوی قرار دلوانے سے ہمارا کیا مقصد ہے؟ کیا ہم سرکاری ملازمین پیدا کرنا چاہتے ہیں؟

اس موقع پر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ'' ہمارا مقصد سرکاری ملازمین پیدا کرنا نہیں لیکن کیا کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جو اسلامیات وغیرہ کی تعلیم ہے اس کو پڑھانے کی ذمہ داری علماء پر نہیں ہے؟ کیا اہل حق کا فریضہ نہیں کہ ان کو بھی تعلیم دیں۔اگر اہل حق نہیں جائیں گے تو بے دین، قادیانی جائیں گے۔''

1420ھ مطابق 1999ء میں تشکیل پانے والی نصاب کمیٹی کے آپ رکن تھے۔اور 1437ھ مطابق 2016ء میں جو نصاب کمیٹی تشکیل پائی تھی۔حضرت شیخ سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد 2017ء میں آپ اس کمیٹی کے سربراہ مقرر ہوئے۔

وفاق المدارس کی دستور کمیٹی 1403ھ مطابق 1983 میں تشکیل پائی آپ اس کمیٹی کے رکن مقرر ہوئے۔نیز مجلس عاملہ نے مورخہ 6 ذیقعدہ 1427ھ مطابق 28 نومبر 2006ء کو دستور کو از سر نو مرتب کرنے کے لیے ایک دستور کمیٹی تشکیل دی۔آپ اس دستور کمیٹی کے بھی رکن تھے۔

وفاق کی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس منعقدہ 13 ذیقعدہ 1429ھ مطابق 12 نومبر 2008ء میں ایک معادلہ کمیٹی تشکیل دی جس کا سربراہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر کیا گیا۔

غیر ملکی طلبہ کے مسائل کے حل کے لیے ایک کمیٹی مورخہ 3 جمادی الاخریٰ 1433ھ مطابق 25 اپریل 2012ء کو تشکیل دی گئی، آپ اس کمیٹی کے رکن تھے۔

بیرونی جامعات کی اسناد کے معادلہ کے لیے ایک معادلہ کمیٹی 7 ذیقعدہ 1419ھ مطابق 24 فروری 1999ء کو تشکیل دی گئی۔ آپ اس کمیٹی کے رکن مقرر ہوئے۔ طے ہوا کہ یہ کمیٹی بیرون ملک ''وفاق المدارس'' کی اسناد کے معادلہ کے لیے بھی کوشش کرے گی۔ نیز جو غیر ملکی طالب علم ''وفاق المدارس'' کے تحت کسی درجہ میں امتحان دینے کا خواہشمند ہے وہ اپنے سابقہ تعلیمی ادارے کی سند یا سرٹیفکیٹ مع نصاب پیش کرے گا۔ معادلہ کمیٹی اس کو دیکھ کر ''وفاق المدارس'' کے درجہ میں امتحان کی اجازت دینے کی مجاز ہوگی۔ 1437ھ مطابق 2016ء میں امتحانی کمیٹی تشکیل دی گئی اور حضرت شیخ سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ اس امتحانی کمیٹی کے سربراہ مقرر ہوئے۔

وفاق کی حفاظت:

وفاق المدارس کی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ 7 ذیقعدہ 1427ھ مطابق 29 نومبر 2006ء میں آپ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے وفاق کی شکل میں ہمیں مضبوط کر دیا ہے۔ اس کی حفاظت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ٹہنی درخت کے ساتھ اچھی لگتی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم خود اپنی خامیاں دور کریں''۔

مدارس کا تحفظ:

سانحہ پشاور کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال اور نام نہاد قومی ایکشن پلان کے تناظر میں ''وفاق المدارس'' کی مجلس عاملہ و اہم شخصیات کا اجلاس مورخہ 16 ربیع الاول 1436ھ مطابق 8 جنوری 2015ء کو اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ آپ نے بطور قائم مقام صدر وفاق اس اجلاس کی صدارت فرمائی تھا۔ مذکورہ تشویشناک صورت حال میں آپ کی زیر صدارت اجلاس میں تحفظ مدارس کے حوالے سے طے پایا کہ:

''مدارس دینیہ کی حریت و خودمختاری کی ہر قیمت پر حفاظت کی جائے گی۔ کیونکہ قرآن وسنت، دین حق اور شریعت اسلامیہ کی حفاظت ہمارا اور ہر مسلمان کی ایمانی زندگی کا عظیم مقصد ہے اور یہ مدارس اس ''مقصد عظیم'' کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ مدارس کی حیثیت عرفی کو مجروح کرنے اور کوائف طلبی کے نام پر مدارس کو ہراساں کرنے کی اجازت کسی صورت میں نہیں دی جاسکتی۔ مدارس کی عزت وحرمت وتقدس واحترام کا تحفظ ہر مصلحت سے بالاتر ہے۔ حکومت کو

اس حقیقت کا ادراک کرنا چاہیے کہ ملک کے بیس ہزار دینی مدارس لاکھوں طلبہ و طالبات کو دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کر رہے ہیں اور ملک کے کروڑوں دیندار مسلمان ان مدارس سے محبت و احترام کا رشتہ رکھتے ہیں۔ مدارس کے خلاف کسی بھی قسم کا اقدام ملک میں انتشار و اضطراب کا طوفان کھڑا کر سکتا ہے۔''

بیرونی جامعات سے معادلہ:

وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 10 شعبان المعظم 1401 مطابق 13 جون 1981ء میں یہ طے کیا گیا کہ مدینہ یونیورسٹی اور سعودی عرب کی دیگر جامعات کے وائس چانسلر کو دعوت دی جائے کہ آئندہ تعلیمی سال کی ابتدا میں پاکستان تشریف لا کر وفاق المدارس کے تحت چلنے والے دینی مدارس کا معائنہ کریں۔

مذکورہ فیصلے کی روشنی میں نومبر 1981ء میں مدینہ یونیورسٹی کے نائب مدیر شیخ عبداللہ الزئد پاکستان کے مدارس کے دورے کے لیے تشریف لائے۔ انہوں نے پنجاب، سرحد (خیبر پختونخوا)، آزاد کشمیر اور آخر میں کراچی کے مدارس و جامعات کا دورہ کیا۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طرف سے خصوصی نمائندہ کی حیثیت سے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مدارس و جامعات کا دورہ کروایا اور معزز مہمانوں کے لیے شاندار استقبالیہ کا اہتمام فرمایا۔

وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ یکم جمادی الاخریٰ 1402ھ مطابق 27 مارچ 1982ء میں یہ پایا کہ اپنے نصاب کو ایسی شکل دی جائے کہ وہ معادلہ کی صورت میں پیش کیا جا سکے۔ ہمارا نصاب مکمل اور صحیح ہے لیکن ان میں ایک تسلسل ہے جبکہ دنیا کی جامعات میں مرحلہ وار نصاب ہوتا ہے چنانچہ وفاق کے نصاب کو بھی 1982ء میں اسی طرح مرحلہ وار تقسیم کر دیا تاکہ اس نصاب کو دوسری جامعات کے مطابق بنایا جا سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس نصاب کمیٹی کے رکن تھے۔ نیز وفاق المدارس کی اسناد کے بیرونی جامعات بالخصوص سعودی جامعات سے معادلہ کے سلسلے میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خصوصی مندوب مقرر کیا گیا تھا۔ آپ نے اس حوالے سے قابل قدر جدوجہد فرمائی۔

وفاق کی اسناد کی عربی عبارات اور سند کا سائز:

مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ یکم جمادی الاخریٰ 1402ھ مطابق 27 مارچ 1982ء میں وفاق کی سند کا سائز چھوٹا کرنے اور عبارت میں مناسب ترمیم کرنے پر غور و خوض ہوا۔ بالآخر یہ کام حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا گیا اور طے ہوا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ جدید و قدیم اصطلاحات کو دیکھ کر عبارت مرتب فرمائیں گے۔ چنانچہ مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 19 ذیقعدہ 1402ھ مطابق 8 ستمبر 1982ء

میں حضرت کے تجویز کردہ، اسناد کے سائز منظور کر لئے گئے اور سند الفراغ کے مجوزہ مسودہ سے بھی اتفاق کیا گیا۔

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن میں آپ کے مجوزہ مسودہ کے مطابق سند کی منظوری:

اس بارے میں مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 30 صفر المظفر 1403ھ مطابق 7 دسمبر 1982ء کی کارروائی میں مرقوم ہے کہ ''یونیورسٹی گرانٹس کمیشن لاہور کے اجلاس میں ایم اے کے مساوی سند کا مسودہ تیار کرنے کے لیے'' وفاق'' کے نمائندے نے مہلت طلب کی تھی۔ اس سلسلے میں مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمہ اللہ مندوب وفاق کراچی کا ترتیب دیا ہوا مسودہ منظور کر لیا گیا۔

دینی مدارس اور علماء کی برکت:

آپ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ ''دینی مدارس اور جامعات ہمیشہ اعداء اسلام اور ان کے پروردہ غلاموں کو کھٹکتے رہے ہیں۔ اس لئے کہ ان مدارس اور ان سے فارغ ہونے والے علماء کی برکت سے مسلمان معاشرے میں دین اور تقویٰ کا رنگ غالب ہے، اللہ کے گھر (مسجدیں) آباد ہیں اور شعائر اللہ کی تعظیم ہو رہی ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سلسلہ جاری ہے۔ اس لئے اعداء اسلام اور ان کے غلاموں کا رویہ ہمیشہ معاندانہ رہا ہے اور گزشتہ دہائیوں میں تو وہ کھل کر سامنے آگئے ہیں، اور مدارس کے خلاف منظم سازش شروع کر رکھی ہے، کبھی ان کو بند کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے، کبھی بڑے بڑے علماء کو شہید کیا گیا، کبھی ان کے نصاب تعلیم میں تبدیلی کی سازش ہو رہی ہے، کبھی ان کو بدنام کرنے کیلئے جھوٹے پروپیگنڈے کئے جاتے ہیں۔''

وفاق المدارس کے بارے میں آپ کے تاثرات:

''وفاق المدارس العربیہ'' ہمارے بزرگوں کا تشکیل کردہ ادارہ ہے، اسکی تاسیس کے ابتدائی واقعات کا میں بھی عینی شاہد ہوں۔ الحمدللہ ان تمام مراحل میں مجھے اپنے شیخ حضرت بنوری رحمہ اللہ کے ساتھ بطور خادم شریک رہنے کی سعادت حاصل رہی اور تمام کارروائیاں میرے سامنے ہوئی ہیں۔ وفاق کے قیام سے ان بزرگوں کا مقصد یہ تھا کہ دینی مدارس کو باہم مربوط رکھنے اور مختلف تعلیمی، نصابی اور امتحانی امور میں رہنمائی فراہم کرنے کے لیے ایک مضبوط ڈھانچے اور وسیع دائرہ کار پر محیط ایک پلیٹ فارم مہیا کیا جائے، ہماری معلومات کے مطابق اسلامی دنیا میں کسی حکومتی سرپرستی کے بغیر اس قدر ہمہ گیر خدمات کا حامل کوئی ادارہ نہیں، جو ہزاروں مدارس کے نصاب وامتحان اور دیگر امور کے متعلق اتنے وسیع پیمانے پر کام کر رہا ہو، تعلیم کے شعبے میں قومی و عالمی سطح پر تحقیق و تجزیہ کرنے والے ادارے اپنی رپورٹوں میں اس حقیقت کا اعتراف کر چکے ہیں، نیز پچھلی نصف صدی کی کارکردگی کے اعداد و شمار بھی اپنے دائرے

میں ادارے کی کامیابی کا واضح ثبوت ہیں، سچ یہ ہے کہ ع ”مشک آن است کہ خود بوید نہ آں کہ عطار بگوید!“
وفاق کی تاسیس وارتقاء، مقصد براری، نظام ونصابِ تعلیم، نظامِ امتحانات اور دیگر شعبہ جات کے متعلق جملہ معلومات الحمدللہ وفاق کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔ دینی مدارس و جامعات کو درپیش چیلنجز اور دگرگوں حالات و واقعات کے پیش نظر مدارس کے تعلیمی نظم کو احسن انداز میں چلانے اور قائم رکھنے کے لیے ”وفاق“ کوشاں ہے۔ ہمیں اپنے اکابر سے کیے گئے عہد کی تجدید کرنے کی ضرورت ہے اور ہم اپنے اداروں کے منتظمین سے بھی اس کی پاسداری کی اُمید رکھتے ہیں کہ ”وفاق اپنے شاندار ماضی کی مانند ایک تعلیمی ادارہ ہے اور رہے گا، ہم اپنے بزرگوں کی یادگار کو ان کی دی ہوئی ہدایات کی روشنی میں تعلیمی ترقی کی منزلیں طے کرائیں گے، ملک وقوم کے سپوت ہونے کی حیثیت سے ہم اور دعوے داروں سے بڑھ کر وطن عزیز کے وفا شعار ہیں اور رہیں گے، لیکن انتظامی امور سے ہٹ کر اپنے اداروں کے نصاب ونظام میں ان کے اساسی مقاصد سے ہٹ کر کسی پہلو پر سمجھوتہ نہیں کریں گے“۔

امت اسلامیہ کی شیرازہ بندی:

22 محرم الحرام 1428ھ بمطابق 10 جنوری 2007ء بروز ہفتہ کراچی کے مقامی ہوٹل میں ”وفاق المدارس العربیہ پاکستان“ نے سعودی عربیہ کی وزارت مذہبی امور کے ڈپٹی منسٹر محترم ڈاکٹر شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ العمار اور ان کے ساتھ آنے والے مہمانوں کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا تھا۔ جس میں مہمانان محترم کے علاوہ کراچی کے اور ملک بھر کے وفاق کے اراکین، علما کرام ودیگر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نے عربی زبان میں خطاب فرمایا اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تاریخی پس منظر کو پیش کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ”علمائے عرب وعجم کے درمیان مذہبی ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے اور فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر امت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کی جائے اور امت کے اجتماعی مفاد کو پیش نظر رکھ کر کام کیا جائے اور غلط پروپیگنڈے سے اجتناب کیا جائے۔“

علوم اسلامیہ کی نشر واشاعت میں مدارس کا کردار:

مؤرخہ 30 جون 2007ء کو اسلام آباد میں امام حرم مکی شیخ عبدالرحمٰن سدیس اور ان کے وفد کے اعزاز میں منعقد کی گئی کانفرنس میں آپ نے خطبہ استقبالیہ پیش فرمایا۔ جس میں آپ نے معزز مہمان کے لیے خوش آمدیدی کلمات کے بعد مدارس کے کردار کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”دشمنانِ اسلام کی نگاہوں میں مسلمانوں کی وحدت کا منظر بہت کھٹکتا ہے، اور وہ اس وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی

سازشوں میں جُت جاتے ہیں،فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے کے لیے کمزور ایمان مسلمانوں کو آلہ کار بناتے ہیں، آپ تو اس صورت حال سے بہ خوبی واقف ہیں۔اس لیے علمائے امت پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ ان سازشوں کو ناکام بنائیں،اور علمائے کرام پر ان لوگوں کی بہتان طرازی کا توڑ کریں۔یہ ہمارے ہی علمائے کرام ہیں جو اس خطے میں توحید کا علَم بلند کیے ہوئے ہیں،شرک وبدعت کا قلع قمع کرنے کے لیے سینہ سپر ہیں۔موقع کی مناسبت سے میں پاکستانی مدارس وجامعات کی بالعموم اور بالخصوص وفاق المدارس العربیہ کی خدمات کا سرسری جائزہ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ہزاروں کی تعداد تک پہنچے ہوئے یہ مدارس وجامعات غیرسرکاری ادارے ہیں،علمائے کرام ان کا انتظام وانصرام چلاتے ہیں اور اہل خیر مسلمان انہیں مالی امداد فراہم کرتے ہیں۔ان مدارس میں قرآن وسنت کے علوم،فقہ اسلامی،اصولِ فقہ،عربی زبان وبلاغت وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔پاکستان بھر میں پھیلے ہوئے یہ مدارس مختلف وفاقوں کے ماتحت ہیں۔ان وفاقوں میں ملکی سطح پر سب سے بڑا ادارہ ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' ہے۔دس ہزار سے زائد مدارس اس وفاق کے ماتحت ہیں،جن میں تحفیظ القرآن الکریم کے مکاتب بھی ہیں اور اعلیٰ تعلیمی (ماسٹر) ادارے بھی۔ایک ملین سے زائد طلبہ کرام ان مدارس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

وفاق المدارس ہر ''مرحلے'' کا سالانہ امتحان لیتا ہے اور سند جاری کرتا ہے۔اس امتحان میں ایک لاکھ ستر ہزار کے لگ بھگ طلبہ شرکت کرتے ہیں۔وفاق المدارس کا انتظام وانصرام مجلس عاملہ ومجلس شوریٰ کے پاس ہے،امورِ تعلیم میں ماہر علمائے کرام کی ایک کمیٹی نصاب میں غور وخوض اور ردوبدل کی مُجاز ہے۔پاکستان کی مسلمان عوام میں آپ جس دینی حمیت اور جوش خروش کا مشاہدہ کر رہے ہیں یہ اللہ کے فضل اور ان علمائے کرام کی شبانہ روز کاوشوں کا نتیجہ ہے۔انہوں نے ہی عوام کو اللہ ورسول سے محبت، دین وحرمین شریفین کے تقدس واحترام کا سبق دیا ہے۔امت مسلمہ اور عربوں کی توقیر سکھلائی ہے،اسی لیے یہ عربوں کی خوشی پر خوش ہوتے اور ان کے دکھ درد پر غم زدہ ہوتے ہیں۔

مہمان گرامی! میں آپ کی توجہ ان سازشوں کی جانب مبذول کرنا چاہتا ہوں جن کے تانے بانے اسلام دشمن طاقتیں اور ان کے زرخرید غلام اسلامی مدارس کے خلاف بالعموم اور بالخصوص پاکستانی جامعات ومدارس کے خلاف بُننے میں دن رات مصروف ہیں۔ یہ سازشیں مختلف شکلوں میں رونما ہوتی ہیں،مدارس کو بند کرنے کی سازشیں،علماء کو قتل کرنے کی سازشیں، اگر بند نہ کرسکیں تو نصاب تعلیم کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلانے کی سازشیں، اہل مدارس کو دہشت گرد اور انتہا پسند قرار دینے کی سازشیں۔

خیر کے سرچشمے،رشد وہدایت کے مینار ہونے ہی کی بنا پر یہ مدارس اعدائے اسلام کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک

رہے ہیں، اوراس لیے کہ ان مدارس میں وہ علماء وداعین ڈھلتے ہیں جو دین کی حفاظت کرتے ہیں، دین میں تحریف کے خلاف جدوجہد کرتے ہیں، دین کی نشرواشاعت کرتے ہیں،عوام الناس کا اللہ تعالی سے رشتہ استوار کرتے اور مضبوط بناتے ہیں، حلال وحرام، ادب واخلاق سکھلاتے اور دیگر معاملات کا شرعی حکم بتلاتے ہیں، ان ہی کی وجہ سے اللہ کے گھر آباد اور شعائر اللہ کی تعظیم باقی ہے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔

اعلیٰ حکومتی عہدے داروں کا ایک وفد رئیس الوفاق کے پاس آیا، لالچ کے ذریعے انہیں نصاب کی تبدیلی پر مجبور کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ ثابت قدم رہے اور یہ لوگ شکست خوردہ واپس لوٹ گئے۔

ان کی مثال ایسی ہے جیسے یہ لوگ میڈیکل کے شعبے کے سربراہ سے مطالبہ کریں کہ میڈیکل کے نصاب میں انجینئرنگ کی کتابیں بھی شامل کی جائیں، یا قانون کی کتابیں میڈیکل کے شعبے میں پڑھائی جائیں۔ بلاشک وشبہ انہیں یہی کہا جائے گا کہ ہم نے اس شعبے کو انجینئر اور قانون دان بنانے کے لیے نہیں بنایا، بلکہ اس شعبے کا قیام ماہر معالجین بنانے کے لیے ہوا ہے، تاکہ وہ مریضوں کا علاج کرسکیں۔

معزز مہمان بھائیو!

بلاشبہ حصول تعلیم ہر خاص وعام کا حق ہے، اقوام متحدہ اور ہر ملک کا دستور کھلے الفاظ میں اس امر کی صراحت کرتا ہے اور ہر ایک کو یہ حق بھی حاصل ہے اپنے میلان طبع کو دیکھتے ہوئے کسی بھی شعبہ تعلیم کو اختیار کرسکتا ہے، کوئی میڈیکل کا شعبہ اختیار کرتا ہے تو کوئی قانون کا۔ تو کیا کسی طالب علم کو علوم وحی، فقہ اور شریعت کا علم منتخب کرنے کا حق نہیں؟ اس طالب علم کو اس حق سے کیوں محروم کیا جاتا ہے؟ حالانکہ ان علوم کی تحصیل کو اللہ تعالی نے فرض کفایہ قرار دیا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (سورة التوبة: ۹/ ۱۲۲)

ان طلبہ کو متعصب وانتہاء پسند کہنا ایک بہتان عظیم ہے۔ میں اس بات کو ایک مثال سے واضح کرتا ہوں، ہمارا دین ہمیں تمام انبیاء آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک سب سے محبت اور ان پر ایمان لانے کا درس دیتا ہے۔

فرمان باری تعالی ہے: آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَانُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِه.... (سورة البقرة: ۲/ ۲۸۵)

اسی محبت کی علامت ہے کہ ہر مسلمان خاندان میں کسی نہ کسی فرد کا نام نبی کے نام پر ضرور ہوگا، ''مریم'' نام ضرور ہوگا، بخدا! بتایئے! ہم میں سے کون متعصب کہلانے کے لائق ہے؟ وہ جو انبیائے کرام پر ایمان لاتا ہے ان سے محبت کرتا ہے

یا وہ جو ایک نبی پر ایمان لاتا ہے اور دوسرے کی تکفیر واہانت کرتا ہے؟! کیا آپ نے ان لوگوں کو اپنے بچوں کا نام محمد، ابو بکر، عمر، عثمان یا علی اور اپنی بچیوں کا نام عائشہ وفاطمہ رکھتے دیکھا ہے۔ اسی طرح ہمارے دین نے ہمیں سکھلایا ہے کہ ''مخلوق، اللہ کا خاندان ہے، اور تم میں سے اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ وہی ہے جو اپنے خاندان کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔''

یہ معاندین کبھی یہ کہتے ہیں کہ ان مدارس میں صرف وہ غریب طلبہ پڑھتے ہیں جنہیں کھانا میسر نہیں ہوتا۔ یہ ان کی جہالت اور عناد کی انتہا ہے۔ اس کے برعکس مدارس میں ہر عوامی طبقے کے طلبہ زیر تعلیم ہیں، وزراء، سیاست دانوں، تاجروں اور صنعت کاروں اور فقراء کے بچے بھی ہیں، لیکن دین سے محبت کی بناء پر نہ کہ صرف کھانے پینے کے لیے، اور در حقیقت انبیائے کرام کے متبعین ایسے ہی فقراء ہوتے ہیں!

آخر میں، میں ہر مسلمان حکمرانوں کو ''الدین النصیحۃ'' کے تحت یہ نصیحت کروں گا کہ دین کی نشر واشاعت کی ذمہ داری ہم سب پر عائد ہوتی ہے، یہ فریضہ بدرجہ اول آپ پر عائد ہوتا ہے، چنانچہ آپ دین کے خادم بنیں، اس سے وفا کریں، اور آپ کے معاملات آپ ہی کی دست رس میں ہونے چاہییں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''امعہ نہ بنو، کہ یہ کہو کہ لوگوں نے اچھائی کی تو ہم بھی کریں گے، اور اگر برائی کی تو ہم بھی برائی کریں گے، بلکہ خود کو یہ کہنے پر آمادہ کرو کہ اگر لوگوں نے اچھا کیا تو ہم بھی اچھا کریں گے اور اگر لوگوں نے برا کیا تب بھی ہم اچھائی کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔''

دین اور اہل دین سے عناد رکھنے والوں سے کہوں گا کہ اگر تم دین داروں کو کمزور دیکھ رہے ہو تو جان لو کہ اس دین کا ایک رب بھی ہے جو اس کی حفاظت کرے گا۔ ارشاد باری تعالی ہے: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ

ترجمہ: بے شک ہم نے اس دین کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

علمائے عاملین کی حفاظت فرمائے گا، یہ مدارس وجامعات تمہاری ریشہ دوانیوں کے باوجود اسی طرح اپنے فرض کی ادائیگی میں جُتے رہیں گے، ان شاء اللہ تعالی۔''

وفاق کی مجلس شوریٰ وعمومی نے چند روز قبل ہی آپ کو دوسری مرتبہ متفقہ طور پر صدر وفاق منتخب کیا تھا۔ کیا معلوم تھا کہ چند روز کے بعد آپ اس فانی دنیا سے رحلت فرما جائیں گے۔ لیکن قدرت کا اٹل فیصلہ ہے کہ ہر ذی روح نے ایک مرتبہ اس مرحلہ گزرنا ہے۔ آپ مورخہ 30 جون 2021ء کو کئی دنوں کی علالت کے بعد ہزاروں شاگردوں اور لاکھوں عقیدت مندوں کو سوگوار چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے...... انا للہ وانا الیہ راجعون!

☆......☆......☆

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
ایک عہد ساز شخصیت

شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم و شیخ الحدیث وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر، استاذ العلماء، شیخ الحدیث، حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ ان معدودے چند ہستیوں میں سے تھے، جنہیں حق تعالیٰ کی جانب سے مرجعیت ومقبولیت اور عام وخاص کی محبوبیت نصیب ہوتی ہے، جنہیں حق تعالیٰ نے سراپا شفقت اور خلق خدا کی خیر خواہی سے لبریز کیا ہوتا ہے، جنہیں اپنے سے زیادہ دوسروں اور دنیا سے زیادہ دین کی فکر ہوتی ہے، جنہیں انواع واقسام کی ذمہ داریوں کے بوجھ تلے رکھا جاتا ہے، جن کی صبح وشام، شب وروز کا کوئی لمحہ بیکار نہیں گزرتا، جنہیں تحریر وتقریر، درس وتدریس، اصلاح وارشاد، دعوت و تبلیغ، تحریک وجہاد، خدمت خلق اور ملک وملت کی راہنمائی کی صفات سے متصف کیا جاتا ہے، جو فرد واحد کی شکل میں پوری ایک جماعت کا کام کرتے ہیں، جن کی خلوت میں جلوت اور جلوت میں خلوت اور توجہ الی اللہ پنہاں ہوتی ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ سلیم الطبع بھی تھے، اور حلیم الطبع بھی۔ آپ اخلاق عالیہ کے بلند مرتبہ پر فائز اور صفات حسنہ سے متصف تھے، عاجز نے اپنی پوری زندگی میں آپ جیسا بے ضرر عالم دین نہیں دیکھا، طبیعت میں نفع رسانی غالب تھی، دوسروں کی ضروتوں کی تکمیل اور مشکلات میں لوگوں کی مدد کرنا آپ کے مزاج میں داخل تھا، اجتماعی آفت ہو یا انفرادی مصائب آپ سن کر برداشت نہ کر پاتے، ملک ہو یا بیرون ملک آپ ’’انک تحمل الکل وتکسب المعدوم‘‘ (دوسرے کا بوجھ اٹھانا اور انہونے کام کرنا) کا مصداق بن جاتے۔ ’’تقرء الضیف‘‘ (مہمان نوازی) کی نبوی صفت آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، کسی بھی مہمان کو اس کی حیثیت کے مطابق بلا خدمت مہمان نوازی نہ جانے دیتے، عاجز ایک عرصہ سے آپ کی خدمت میں حاضری دیتا رہا، والد گرامی، حضرت مولانا رشید احمد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد 1999ء سے ان کے ساتھ مسلسل آمد ورفت کا سلسلہ رہا، آپ کی خدمت میں جب بھی حاضری دی اور زیارت مشائخ کے آداب کے مطابق کوئی بھی ہدیہ ان کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے ہمیشہ بوقت الوداع

خاموشی کے ساتھ پیش کردہ ہدیہ سے گراں قدر ہدیہ بصورت نقدی، کتب ورسائل پیش فرمایا، ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ہدایا کی رقم اور اشیاء الگ کر کے اپنے پاس رکھے ہوئے ہوتے، جو واردین کی خدمت میں پیش کیے جاتے، بوقت حاضری یہ ناممکن تھا کہ چائے کے بغیر مجلس سے واپسی ہوجائے، آنجناب کی جانب سے مسلسل ہدایا پیش کرنے پر شرمندگی محسوس ہونے لگی، دل میں آیا کہ حضرت کہیں یہ نہ سمجھ لیں کہ ہدایا کی وصولی کے لیے ہی حاضر ہوتے ہیں، اس شرمندگی کے باعث بسااوقات عاجز کراچی حاضری کے باوجود خود خدمت میں حاضر ہونے سے کتراتا اور کسی رفیق سفر کے ذریعہ ہدیہ اور درخواست دعا پیش کرتا تو حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ بھی جواباً ہدیہ اور جواب درخواست میں دعاؤں سے ضرور نوازتے۔

طبعیت میں عاجزی اور سادگی غالب تھی، نہایت اعلیٰ مناصب پر براجمان ہونے کے باوجود جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کی روایت کے مطابق تازیست اپنی نشست اسی دفتر میں قائم رکھی جس دفتر میں ادارہ کے دیگر اہل مناصب اور عہدیداران کی نشستیں ہیں، ایک ہی دفتر میں نائب مہتمم، ناظم تعلیمات کی نشست اور اساتذہ جامعہ کی عارضی نشست گاہوں کے ساتھ اپنی نسشت رکھی، آپ وفاق المدارس العربیہ پاکستان جیسے عظیم الشان ادارہ کے صدر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر، بنوری ٹاؤن جیسے ادارہ کے مہتمم وشیخ الحدیث اور دیگر متعدد اداروں کے عہدیدار تھے، آپ کے منصب کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کا الگ سے دفتر ہوتا، دیگر بہت سے اعلیٰ مناصب پر فائز مشائخ علماء کرام کی طرح پروقار دفتر ونشست گاہ ہوتی، لیکن آپ نے ہمیشہ سادگی کو ترجیح دی اور عمومی دفتر کو ہی اپنا دفتر بنایا، جس کی نشستیں بھی فرشی ہیں، دفتر میں اوقات ملاقات میں نہ کسی کو روک ٹوک تھی، اور نہ ہی کسی کو ملنے میں تردد ہوتا، سرمایہ دار چاہتا تو بلاتردد ملنے چلا آتا، مزدور چاہتا تو آپ سے ملاقات کرلیتا، عاجز نے اسی دفتر میں ہی آپ کی خدمت میں طلباء مدرسہ وشاخہائے بنوی ٹاؤن، ملازمین مدرسہ اور عام لوگوں کو درخواستوں کے ساتھ حاضر خدمت دیکھا، اسی طرح ملک کی عظیم الشان مذہبی، سیاسی، علمی، دینی اور دنیوی مناصب پر فائز شخصیات کو بھی حاضر خدمت دیکھا، آپ سب سے ملتے، سب کی سنتے اور سب کو اپنی ہدایات سے نوازتے، گویا کہ آپ کے دربار میں باد شاہ وگدا برابر ہوتے۔

آپ ہر خط پڑھتے اور جواب سے نوازتے، جامعہ فاروقیہ شجاع آباد سے عرصہ بارہ سال سے جاری ''ماہ نامہ صدائے فاروقیہ'' آپ کی خدمت میں اعزازی پیش کیا جاتا، اور شیخ حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد یہ شمارہ آپ کی زیر سرپرستی ہی طبع ہو کر نشر ہوتا اور ایک کاپی آپ کی خدمت میں ارسال کی جاتی، عاجز نے حاضری کے موقع پر شمارہ کا تذکرہ کیا تو فرمانے لگے کہ میرے پاس جو بھی رسالہ آتا ہے میں اسے حتی

المقدور پڑھتا ہوں۔

نیشنل ایکشن پلان کی منظوری کے بعد ملک بھر بالخصوص پنجاب میں علماء مشائخ اور دینی مدارس پر حکومتی مظالم کے پہاڑ توڑ دیے گے۔ مدارس کی معاشی رگ کو کاٹنے کے لیے مدارس پر قربانی کی کھالوں کے جمع کرنے پر پابندی لگادی گئی۔ قربانی کی کھالوں کی اجازت کو حکومت کے ''این اوسی'' سے مشروط کر دیا گیا، جس کی وجہ سے ہزاروں مدارس کو ''این اوسی'' جاری نہیں کیا گیا، بہت سے مدارس کے ذمہ داران کے خلاف دہشت گردی کے جھوٹے پرچے کاٹے گئے۔ اس تناظر میں پنجاب میں سخت اضطراب تھا، عاجز نے حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کو فون کر کے اس اضطراب سے آگاہ کرتے ہوئے، بحیثیت صدر وفاق المدارس کردار ادا کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے فی الفور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت اقدس مولانا محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم کو فون کر کے قائد جمیعت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم سے رابطہ کر کے حکومت سے بات چیت کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی خدمت میں ایک وفد بھی بھیجا گیا، جس میں عاجز بھی شامل تھا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے اس وقت کے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف سے رابطہ کر کے وقت لیا اور اتحاد تنظیمات مدارس کی قیادت اور حکومت سے مذاکرات کرانے کے لیے خود بھی اس اجلاس میں تشریف لائے، لیکن موجودہ حکومت کی طرح لیگی حکومت نے بھی زبانی جمع خرچ اور طفل تسلیوں کے علاوہ کچھ نہ کیا۔

آپ نے بحیثیت صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان دینی مدارس کے معیار تعلیم کی بلندی، نظام تربیت کے استحکام اور تحفظ کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ وفاق المدارس کے اجلاس، مدارس کے اجتماع اور اپنی تحریروں میں اہل مدارس کو شائستگی، خدمت خلق، طلبا و طالبات کی بہترین تربیت، امانت و دیانت کی جانب متوجہ فرماتے، وفاق المدارس کے اجلاسوں میں اپنے یا اپنے ادارہ کی ذاتی رائے کے علی الرغم دینی مدارس کے مفاد میں اجتماعی سوچ اور مفاد عامہ میں فیصلے فرماتے۔

دینی مدارس کے شعبہ بنات کے نصاب کے دورانیہ سے متعلق آپ کے ادارہ کا الگ موقف رہا ہے۔ وفاق المدارس کے اجلاس میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث ہوئی تو آپ نے اجتماعی سوچ کے مطابق فیصلہ فرمایا۔

وفاق المدارس کی ترقی و استحکام کے لیے آپ کی صدارت کا عہد زریں ایک یادگار عہد ہوگا، آپ کو جس وقت صدارت تفویض ہوئی، اس وقت مدارس پر حکومتی جبر کی یلغار تھی، مدارس پر ایجنسیوں کی بے جا مداخلت، چھاپے، سرچ آپریشن، علماء کرام کو فورتھ شیڈول میں شامل کرنے کا مسئلہ جاری تھا، جو تا حال بھی مکمل طور پر تھم نہیں سکا۔ آپ نے اپنی حکمت و بصیرت کے ساتھ وفاق المدارس کی مذاکراتی ٹیم تشکیل دے کر مدارس کے نظام و نصاب کا تحفظ

فرمایا، آپ دوسری مرتبہ بھی مؤرخہ 17 جون 2021ء کو اپنے وصال سے قبل اپنی غیر موجودگی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر منتخب کیے گئے ۔آپ کا انتخاب تاریخی تھا، آپ کی صدارت اور شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری کی نظامت کے لیے بطور تجویز شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے نام پیش کیا، جس پر وفاق المدارس کی پوری مجلس شوریٰ، مجلس عاملہ، جملہ طبقات بشمول قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے بھی بھرپور تائید فرمائی۔لیکن افسوس کہ اس روز آپ کی علالت کا آغاز ہوگیا اور 13 دن بعد آپ راہی عدم ہوگئے ۔اس سے قبل آپ 9 ماہ قائم مقام صدر اور مؤرخہ 15 اکتوبر 2017ء کو پہلی بار وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔

بحیثیت صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آپ نے تحفظ ناموس رسالت، تحفظ ختم نبوت اور شعائر اسلام کی حفاظت کا فریضہ بھی کما حقہ ادا کیا۔

گزشتہ حکومت اور موجودہ حکومت کے ادوار میں چور راستوں سے متعدد بار ان قوانین کے خلاف اقدامات کرنے کی کوششیں کی گئیں، عالمی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے حکومت نے ناموس رسالت سے غداری کی کوششیں کیں، تو قوم آپ کی قیادت میں سد سکندری بن کر کھڑی ہوگئی، آپ کی مبارک قیادت میں ناموس رسالت وختم نبوت کے مشن کی مکمل پہرہ داری بھی کی گئی، اور اس مقدس عنوان کو کسی کی چاہت پر سیاسی بھی نہیں بننے دیا گیا۔کسی کی حکومت بنوانے یا تڑوانے کے لیے آپ اور آپ کی جماعت نے استعمال ہونے سے انکار کردیا۔

حق تعالیٰ نے آپ کو مؤثر و بلیغ ملکۂ بیان عطا فرمایا تھا، آپ کے بیان میں بے حد چاشنی، دھیما پن خیرخواہی کا عنصر ہوتا، قرآن وسنت اور واقعات سلف سے آپ کی گفتگو میں اتنی تاثیر پیدا ہوتی کہ سنگ دل بھی موم ہوجاتے، آپ رشد وہدایت کے پیکر اور داعی و مصلح تھے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت میں بھی اپنی مثال آپ تھے، تبلیغی جماعت سے آپ کو بے حد محبت تھی، آپ نے تبلیغی جماعت کی خدمات، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور بہت سے اصلاحی مضامین پر مشتمل رسائل تالیف وطبع فرما کر لاکھوں کی تعداد میں تقسیم فرمائے۔

مذکورہ بالا جملہ امور آپ نے اپنی پیرانہ سالی ضعف ونقاہت میں سرانجام دیے آپ ایک عرصہ سے ویل چیئر پر تھے، ویل چیئر پر آپ نے ملکی وغیر ملکی دورے فرمائے، اجلاسوں میں شرکت فرمائی اور اپنی علالت کے باوجود حکومتوں سے بات چیت کے لیے متعدد اسفار فرمائے، بیرون ملک آپ کے تبلیغی دوروں کی تعداد درجنوں میں ہے۔

آپ کو عربی ادب پر بھی خاصا عبور تھا، آپ مدینہ یونیورسٹی اور جامعۃ الازہر مصر کے فارغ التحصیل تھے، عربی میں

متعدد تصانیف فرمائیں، عرب ممالک میں معرکۃ الآراء موضوعات پر عربی میں تاریخی خطاب ارشاد فرمائے، اسلام، ختم نبوت اور دینی مدارس کا مقدمہ پیش فرمایا۔ عربی بول چال سکھانے کے لیے آپ کی تحریر کردہ کتاب ''الطریقۃ العصریۃ'' وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کا حصہ ہے، اور مقبولِ عام وخاص ہے۔

اپنی علالت کے باوجود دو مرتبہ جامعہ فاروقیہ شجاع آباد بھی عاجز کے ہاں تشریف لائے، عاجز کے گھر تشریف لا کر شرف محبت بخشا، جمعہ کے روز جمعہ پر مختصر لیکن پر اثر اور پر مغز بیان بھی فرمایا آپ نے اپنے بیان میں اتباع رسول اور محبت رسول پر کمال بیان فرمایا۔ آپ کا ایک نمایاں وصف افتراق وانتشار اور فرقہ واریت سے دور رہنا بھی تھا۔ آپ مسلمانوں کے فروعی اختلافات سے دور رہتے ایسے موضوعات پر تقریر وتحریر سے بھی اجتناب فرماتے، البتہ اصول وعقائد، اسلامی تہذیب وتمدن اور دینی ثقافت کے تحفظ کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ آپ کو تمام مسالک کے علماء عزت وتکریم کی نظر سے دیکھتے، آپ کو جملہ مکاتب فکر کے دینی مدارس کے وفاقوں کے مجموعہ اتحاد تنظیمات مدارس کا صدر بنایا گیا۔ آپ کی قیادت وسیادت میں جملہ مسالک کے مدارس کی تنظیمیں مدارس اور اسلامی شعائر کے تحفظ کے لیے یکجاء رہیں۔

بحیثیت مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن آپ نے ادارہ کے معیار و وقار میں بے حد اضافہ فرمایا۔ جامعہ کے شعبہ جات، شاخوں اور طلبہ وطالبات کی تعداد میں آپ کے عہد زریں میں خوب اضافہ ہوا۔ بنوری ٹاؤن کے معیار تعلیم کی بلندی کی وجہ سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات میں ملکی پوزیشنوں کا ایک بڑا حصہ بنوری ٹاؤن کا ہوتا۔ آپ نے اپنے اہتمام میں شخصی فیصلوں کی بجائے اپنے جامعہ کی مجلس شوریٰ کو مضبوط فرمایا اور بیشتر تعلیمی وانتظامی فیصلے اپنی مجلس شوریٰ سے کروائے۔ مجلس شوریٰ کے فیصلوں کو آپ قبول فرماتے اور تقریباً ناقابل ترمیم گردانتے۔ آپ کے مواعظ حسنہ سے لاکھوں مسلمانوں کو رُشد ہدایت نصیب ہوئی، آپ کے بیان میں بلا کی چاشنی ہوتی۔ کاش کہ آپ کے بیانات جمع کر کے طبع کرا دیے جائیں۔ آپ مقبول عوام وخواص تھے۔

حق تعالیٰ نے آپ کو ایک عہد ساز شخصیت بنایا تھا، آپ کا وصال یقیناً امت مسلمہ کا ایک بڑا صدمہ وحادثہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے مشن کی تکمیل فرمائے۔

☆......☆......☆

عالی نسبتوں کے پیکر، اک مردقلندر شیخ اسکندر

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ (قسط:۱)

صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی

شیخ المشائخ، محبوب زمانہ، عارف باللہ، شیخ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ چند روزہ علالت کے بعد دار فانی سے رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ اکابر ومشائخ کے اس سلسلۃ الذہب کی کڑی تھے جن کا وجود مسعود امت کی وحدت کی علامت تھا۔آپ کو اللہ نے کئی علمی و روحانی، فکری ونظریاتی نسبتوں کا امین بنایا تھا۔آپ اس وقت صرف ایک ادارہ، ایک شہر، ایک ملک نہیں بلکہ عالم اسلام کا قیمتی سرمایہ تھے۔آپ کی وفات یقیناً بہت بڑا سانحہ ہے۔

آپ کی سحر انگیز عبقری شخصیت کئی قابل رشک صفات سے متصف تھی، حقیقت میں آپ کو دیکھ کر اللہ یاد آجاتا تھا۔آپ کے بارے میں کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانا ہے، اور پھر ایسی ہر دلعزیز محبوب ہستی پر صاحبانِ قلم اپنی نجات آخرت کی نیت سے لکھیں گے اور خوب لکھیں گے۔مجھ جیسے ناکارہ کیلئے کچھ لکھنا واقعی مشکل ترین کام ہے، فطری بات ہے کہ کسی قریبی شخصیت پر لکھنا آسان کام نہیں ہوتا......خصوصاً جب شعور کی آنکھ کھلتے ہی جس محبوب مرنجاں مرنج باکمال ہستی کو دیکھا اور دیکھتے دیکھتے تقریبا بیالیس سے پینتالیس برس بیت گئے ہوں......راقم نے اپنے محبوب حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کو زندگی کے ہر موڑ، ہر غم، ہر خوشی، ہر پریشانی، ہر دکھ سکھ سمیت ہر پہلو کے مختلف حالات میں دیکھا۔چار دہائیوں سے زائد "حیات اسکندر" کے باکمال وہ نقوش جو دل پر نقش ہیں، دماغ وخیال میں بکھری ہوئے ہیں، جواب یادوں کی المناک داستان کی صورت میں موجود ہیں......ان سب کو احاطہ تحریر میں لانا قطعاً آسان نہیں......

یادوں کا نشہ ہوش اڑا دیتا ہے ارشد
ساقی سے کہو سامنے اب جام نہ کرنا

کئی احباب کے اصرار اور اپنی نجات آخرت کی نیت سے بکھری یادوں کو قلم کی زبان دینے کی کوشش کرتا ہوں۔

عالی وارفع نسبتوں کی منتقلی:

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ ان باصفا ہستیوں میں سے تھے جن کی شخصیت کے سامنے عہدے چھوٹے لگتے تھے، اس حوالہ سے آپ کے مزاج میں انتہا درجہ پر استغنا تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی عالی وارفع نسبتوں کو اس کی شخصیت میں منتقل فرمایا، خصوصا آپ کے شیخ و مربی محدث العصر حضرت علامہ بنوری رحمہ اللہ نے جس جس میدان اور جس جس کام کی قیادت وسیادت فرمائی اللہ نے وہ تمام نسبتیں آپ کی طرف منتقل فرمادیں۔ جبکہ کچھ وہ نسبتیں بھی منتقل ہوئیں جو حضرت بنوری رحمہ اللہ کے بعد آپ کے ادارہ میں تھیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کو اپنے شیخ حضرت بنوری رحمہ اللہ سے کمال درجہ کا عشق اور ہمالیہ کی مانند عقیدت تھی۔ آپ کا مزاج خالصتا عہدوں اور نام ونمود سے انتہائی دوری کا تھا، ان نامی گرامی مراتب اور عہدوں سے جتنا آپ دور رہنے اور بچنے کی کوشش کرتے اتنا ہی وقت کے مشائخ وزعماء نے آپ پر اعتماد کرتے ہوئے تمام اعلیٰ مناصب کیلئے آپ کو منتخب فرمایا۔

ہر نسبت کی منتقلی کی الگ الگ داستان ہے۔ یہاں محدث العصر حضرت علامہ بنوری رحمہ اللہ کی اعلی وارفع نسبتوں کا مختصراً جائزہ لیتے ہیں......اور یہ بھی دیکھیں کہ کس طرح نسبتوں کے حصول کے بعد آپ نے مفوضہ امور اور ذمہ داریوں کا کتنا حق ادا کیا؟!۔

بنوری ٹاؤن کے منصب اہتمام کی نسبت:

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے تین محرم الحرام 1374ھ موافق یکم ستمبر 1954ء کو عظیم علمی مرکز جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی بنیاد رکھی، شمسی حساب سے بائیس سال دس مہینے اور قمری اعتبار سے تئیس سال ایک ماہ اور سترہ دنوں بعد یعنی تین ذیقعدہ 1397ھ موافق 17 / اکتوبر 1977ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے داماد اور حیا و بیٹا جانشین امام اھل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ سات ذیقعدہ 1397ھ موافق 21 / اکتوبر 1977ء کو علم وعرفان کے اس عظیم مرکز کے بانی کے بعد "مہتمم اول" اور مسند نشین بنے۔ تقریبا چودہ سال آٹھ ماہ اور سات دنوں بعد یعنی 14 / رجب 1411ھ موافق 31 / جنوری 1991ء کو دنیا سے رحلت فرما گئے تو محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے سب سے چھوٹے داماد محقق ومصنف شہید جامعہ حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ کو جامعہ کی با اختیار مجلس شوریٰ نے 17 / رجب المرجب 1411ھ موافق چار فروری 1991ء کو جامعہ کے "مہتمم ثانی" منتخب فرمایا۔

تقریبا چھ سال گیارہ ماہ تیرہ دن بعد یعنی یکم رجب 1418ھ موافق دو نومبر 1997ء کو دین دشمن قوتوں نے سفاکانہ انداز میں جامعہ کے ہردلعزیز ناظم حضرت مفتی عبدالسمیع شہید رحمہ اللہ کے ساتھ شہید کر دیا۔

سات رجب 1418ھ موافق آٹھ نومبر 1997ء کو جامعہ کی مجلس شوریٰ نے محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے سفر وحضر کے خادم خاص اور روحانی فرزند شیخ المشائخ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ کو "مہتمم ثالث" مقرر کیا۔

آپ نے نسبت کی اس عظیم امانت کی تادم آخر یعنی 19 / ذیقعدہ 1442ھ موافق تیس جون 2021ء تک جس طرح حفاظت فرمائی اور ترقی کی راہوں پر گامزن کیا اس کو سنہرا ترین دور کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا......آپ کا دور اہتمام جامعہ بنوری ٹاؤن کے بانی سمیت گزشتہ تینوں ادوار کی نسبت سب سے طویل رہا۔قمری اعتبار سے چوبیس سال چار ماہ بارہ دن اور شمسی اعتبار سے تیئس سال چھ ماہ بائیس دن رہا۔

آپ نے اپنے شیخ ومربی کی اس عظیم علمی وروحانی امانت کی مکمل پاسداری کرتے ہوئے جہاں بنوری مزاج واسلوب کا خیال رکھا وہیں تعلیمی وتعمیری، سماجی ورفاہی، مسلکی وفکری ترقیات کا سفر بھی تیزی سے جاری رکھا۔

آپ کے درخشندہ دور اہتمام میں تعلیمی میدان میں کئی کامیابیاں حاصل ہوئیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(1) جس میں ایک عصری ودینی تعلیم کا حسین امتزاج کا شاہکار "بنوری ایجوکیشن سسٹم" کا نظام تعلیم رائج ہوا۔

(2) عصری تعلیمی اداروں سے وابستہ ہر سطح کے طلبہ کی تعطیلات میں چالیس روزہ "تعلیم وتربیت" کورس کا اجراء ہوا۔جس کے تین مراحل ہیں،اور گزشتہ چند سالوں سے شہر کراچی کی کئی مساجد ومدارس میں پڑھایا جانے والا ایک کامیاب شارٹ نصاب بن گیا اور وقت کے ساتھ ساتھ تیزی سے یہ "شارٹ کورس" ایک مقبول ترین سلسلہ کی شکل بن چکا ہے۔

(3) "تعلیم بالغان" کے نام سے ایک الگ کورس بھی متعارف کروایا گیا۔جس میں تعلیمی دورانیہ یومیہ صرف ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ رکھا گیا ہے جو صبح اور شام کے اوقات میں جامعہ وشاخہائے جامعہ میں بڑی عمر کے حضرات کو پڑھایا جاتا ہے جس میں دین کے بنیادی ضروری مسائل سے آگاہی سمیت صحیح تلفظ سے قرآن مجید اور مسنون دعائیں بھی یاد کرائی جاتی ہیں۔باقاعدہ اس کا امتحان بھی ہوتا ہے اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی کی جاتی ہے۔

(4) شعبہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد کا قیام بھی دوبارہ عمل میں لایا گیا ہے۔یہ شعبہ گزشتہ ادوار میں بھی مختلف سالوں میں رہا تھا۔لیکن پھر بعض وجوہات کی بناء پر ختم ہوگیا تھا۔اب امسال سے دوبارہ باقاعدہ اس کا آغاز کیا

جا چکا ہے۔

(5) شعبہ تدوین فتاوی اور تخریج کے تحقیقی شعبے بھی قائم ہوئے، یہ شعبہ ''دارالتصنیف'' اور ''مجلس دعوۃ والتحقیق الاسلامی'' کے علاوہ ہیں۔ تدوین فتاوی کا شاہکار علمی وفقہی کام تیزی سے جاری ہے۔ جو ان شاء اللہ جلد اشاعت کی صورت میں منظر عام پر آنے والا ہے۔

(6) تخصص فی الحدیث کے متخصصین کے منفرد علمی موضوعات پر لکھے گئے مقالہ جات کی اشاعت کا سلسلہ بھی آپ کے دور اہتمام میں شروع کیا گیا ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے تابندہ دور اہتمام میں تین جدید کتب خانوں کا اضافہ بھی ہوا۔ ان تمام کتب خانوں میں ایک لاکھ سے زائد کتب کے ذخیرہ کو منظم ومربوط شکل میں مرتب کرنے کا کام بھی گزشتہ دو سالوں سے جاری ہے۔ اور اس وقت الحمدللہ جامعہ میں مجموعی طور پر پانچ کتب خانے (لائبریریاں) ہیں۔ جن میں سے چار صبح سے لیکر رات گیارہ بجے تک اساتذہ وطلباء جامعہ سمیت دیگر اداروں سے وابستہ مطالعہ کا ذوق رکھنے والے حضرات اور عوام بھی اس سے مکمل استفادہ کر سکتے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے دور اہتمام میں جامعہ کے مرکز میں ہزاروں گز پر کثیر سرمایہ سے پانچ منزلہ شاندار "بنوری منزل" کی تعمیر ہوئی۔ اس عمارت کو قدیم حصہ سے ایک آہنی پل کے ذریعہ ملایا گیا ہے۔ اس پانچ منزلہ عمارت کے تہہ خانہ میں سیکڑوں گاڑیوں کی پارکنگ ہے۔ زمینی منزل پر ایڈمن بلاک ہے۔ جس میں شوری کا کانفرنس روم، اساتذہ کی میٹنگ اور دیگر مختلف محاضرات (لیکچرز) کیلئے جدید سہولیات سے آراستہ ہال (آڈیٹوریم) سمیت ڈے کیئر اسپتال بھی قائم کیا گیا ہے۔ اس اسپتال کی ڈسپینسری میں مستقل جنرل فزیشن ڈاکٹرز اور عملہ موجود ہوتا ہے، اسی اسپتال میں ڈینٹسٹ (دانتوں) کا فعال شعبہ بھی ہے۔ جہاں جامعہ کے ہزاروں طلبہ کو مکمل مفت علاج کی سہولیات کے ساتھ دوائیاں بھی مہیا کی جاتی ہیں۔ اسی طرح جامعہ کے شعبہ بنات میں بھی میڈیکل کا ایک شعبہ خاتون ڈاکٹر کی نگرانی میں مستقل موجود ہے۔ اور تمام ضروری آلات کی موجودگی اور مفت ادویات کی سہولت وہاں بھی موجود ہے۔

اسی "بنوری منزل" میں "شعبہ تعلیمات" اور "شعبہ امتحانات" کے مستقل دفاتر بھی قائم کئے گئے ہیں۔ جبکہ اس کی پہلی منزل پر "بنوری ایجوکیشن سسٹم" کی کلاسیں اور دفاتر ہیں۔ جبکہ تین منزلوں میں دارالاقامہ (ہاسٹل) ہیں۔ اس عمارت کی ہر منزل پر بہترین سہولیات سے آراستہ گیسٹ ہاؤسز یعنی مہمان خانے بھی بنائے گئے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے شاندار دور اہتمام میں جامعہ کی عالیشان مسجد کے اوپر دوسری منزل بھی تعمیر کی

گئی۔جس میں گزشتہ دوسال سے جامعہ کا دارالحدیث قائم ہے،جس میں بارہ سو سے زائد طلبہ کی نشستوں کی گنجائش موجود ہے۔

ایک بہت بڑے پیمانے پر سولر سسٹم بھی لگایا گیا ہے۔جس کی وجہ سے ہر مہینہ لاکھوں کے بل کی بچت ہوگی اس سسٹم کا ایک پلانٹ لگ چکا ہے جبکہ دوسرے پر کام جاری ہے۔

تحقیقی و تصنیفی میدان میں بھی کئی علمی کام منظر عام پر آئے ہیں۔جس میں بانی جامعہ حضرت علامہ بنوری رحمہ اللہ کی نادر و نایاب علمی کتب کی اشاعت اور قدیم طباعت کی جدید انداز میں اشاعت بھی شامل ہے،مکتبہ بینات اور مجلس دعوۃ والتحقیق کے شعبوں کے ذریعہ مستقل جدید مطبوعات کا اضافہ ہو رہا ہے۔جس میں اکابر جامعہ کی حیات وخدمات پر ماھنامہ بینات کے خصوصی اشاعتیں بھی شامل ہیں۔شہید جامعہ محقق حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ (مہتمم ثانی) کا علم حدیث پر تاریخ ساز کام' کشف النقاب" تھا جس کی پانچ جلدیں ان کی زندگی میں آچکی تھیں،پھر چند سالوں تک اس کام کے حوالہ سے تعطل رہا،جامعہ نے مستقل اس کام کیلئے افراد کو متعین کیا اور اب الحمدللہ دوسال کام کے بعد اس کی مزید جلدیں طبع ہو چکی ہیں اور مزید پر کام تیزی سے جاری ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے دوراہتمام میں ملک میں زلزلوں اور سیلابوں کی شکل میں قدرتی آفات و حادثات میں وسیع پیانے پر سماجی ورفاہی خدمات بھی انجام دی گئیں۔

گزشتہ دو دہائیوں میں جامعہ کی بعض نئی شاخیں بھی قائم ہوئیں،نیز تقریبا ہر شاخ میں کئی تعمیراتی پروجیکٹس، مساجد کی جدید تعمیرات سمیت مسلسل ترقیات کی صورت میں بھی جاری ہے۔مذکورہ شاہکار دورِ اسکندر کی خدمات کا مختصر اجمالی احوال لکھنے کی کوشش کی ہے،ورنہ اس کی تفصیلات کیلئے ایک محدود مضمون میں احاطہ کرنا مشکل ہے۔حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کو اللہ نے اپنے شیخ ومربی اور اپنے پیش رووں کی طرف سے جو نسبت ایک بڑی ذمہ داری کی شکل میں ملی آپ نے اس کا کیسا حق ادا کیا وہ اوپر کے چند نکات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آزمائشوں میں مثالی ثابت قدمی:

جامعہ بنوری ٹاؤن کے اس "چوتھے دور" کی ابتداء "شہید جامعہ" کی شہادت کے ساتھ ہوئی، بربریت کی المناک داستانوں کا ایک تکلیف دہ اور اذیت ناک دور بھی شروع ہوا......آزمائش در آزمائش کا سلسلہ جاری رہا،ایک جانکاہ حادثہ سے سنبھل نہیں پاتے تھے کہ دوسرا المناک سانحہ رونما ہو جاتا،تواتر کے ساتھ ان سفاکانہ حادثات در حادثات کے نتیجہ میں صدیوں میں پیدا ہونے والے علم وفضل،اخلاص وتقویٰ،خشیت وللّٰہیت سے پر باکمال فرزندان بنوری کی فرقت الم کو سہنا پڑا......تقریباً دو درجن سے زائد اکابر ومشائخ اور اساتذہ بنوری ٹاؤن کی

شہادتوں نے سرفرازی وکامرانی کے ساتھ اپنے لہو سے گلشن کی آبیاری کی داستانیں رقم کیں۔

(1) یہ شہادتوں سے سرفرازی صرف روحانی فرزندوں کو حاصل نہیں ہوئیں بلکہ خانوادہ بنوری نے بھی اس چمن کی اپنے لہو سے آبیاری کی۔ان سانحات کی ابتداء ہی میں پہلا حادثہ آپ کے "داماد" اور ادارہ کے باغبان کی شہادت سے ہوئی، اور اس کے صرف چند ماہ بعد شیخ بنوری رح کے لخت جگر، شہزادہ سادات، جامعہ کے نائب مہتمم حضرت مولانا محمد بنوری شہید رحمہ اللہ کی مظلومانہ انداز میں شہادت کے مرتبہ پر سرفرازی کی صورت میں ھوئی۔ یہ سانحہ 29 /محرم 1419ھ موافق 26 /مئی 1998ء بروز منگل دن ایک بجے پیش آیا۔

(2) شہید اسلام حضرتمولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رح کو ان کے باوفاء ڈرائیور عبدالرحمٰن شہید کے ہمراہ 13 /صفر المظفر 1421ھ موافق 18 /مئی 2000ء کونصیر آباد کے علاقہ میں شہید کیا گیا۔آپ کے چھوٹے فرزند زخمی ہوئے۔

(3) 10 / ربیع الثانی 1425ھ موافق 30 /مئی 2004ء کو جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رح کو جامعہ کے سامنے والی سڑک پر صبح سویرے جامعہ آتے ہوئے شہید کیا گیا۔اس حادثہ میں آپ کے چھوٹے فرزند، بھتیجے اور ڈرائیور کئی گولیوں کا شکار ھو کر زخمی ھونے کے باوجود کراماتی طور پر محفوظ رہے۔

(4) 23 /شعبان المعظم 1425ھ موافق 9 / اکتوبر 2004ء کو جامعہ کے ھردلعزیز مخلص فرزند مفتی محمد جمیل خان شہید رح کو مبلغ ختم نبوت مولانا محمد نذیر تونسوی شہید رح کے ہمراہ ان کے گھر کے قریب جہانگیر روڈ پہ دن دہاڑے شہید کر دیا گیا۔

(5) 25 / ربیع الاول 1431ھ موافق 11 / مارچ 2010ء بوقت عشاء گلزار ہجری کے علاقہ پوسٹ آفس سوسائٹی میں مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری شہید رح کو ان کے جواں سال فرزند حافظ حذیفہ، خادم مولانا فخر الاسلام اور ان کے مرید عبدالرحمٰن کے ہمراہ شہید کیا گیا۔

(6) 25 / جمادی الاولی 1432ھ موافق 29 / اپریل 2011ء کو فجر کے وقت گارڈن کے علاقہ میں مولانا ارشاد اللہ عباسی شہید رح کو شہید کیا گیا۔

(7) 18 / ربیع الاول 1434ھ موافق 31 / جنوری 2013ء کو جامعہ کے دارالافتاء کے نگران مولانا مفتی عبدالمجید دینپوری شہید کو ان کے معاون مفتی صالح محمد کاروڑی شہید اور ساتھ میں گاڑی چلانے والے برخوردار حافظ حسان علی شاہ (جامعہ درویشیہ کے مہتمم مولانا لیاقت علی شاہ کے فرزند) کے ہمراہ کراچی کی مصروف ترین شاہراہ شارع فیصل پر شہید کر دیا گیا۔

(8)ان حادثات میں ایک بڑا سانحہ 27 / جمادی الاولی 1433ھ موافق 20 / اپریل 2012ء کو اس وقت رونما ہوا جب جامعہ کے استاد الحدیث اور ناظم تعلیمات حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہید رح اسلام آباد کے قریب طیارہ حادثہ میں شہید ہوئے۔

(9)اسی طرح جامعہ کے استاد وشعبہ امور متفرقہ کے رکن مولانا افتخار احمد سمیت بعض دیگر مخلصین بھی شیخ بنوری رح کے گلشن سے وفاء داری کا سبق پڑھاتے پڑھاتے خلد بریں کے مسافر بن گئے۔

صدارت وفاق المدارس کی نسبت کی منتقلی:

وفاق المدارس کی سیادت ومنصب صدارت کی نسبت بھی آپ کو ملی۔حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ تقریباً چالیس برس قبل سے وفاق المدارس جیسے بڑے تعلیمی نیٹ ورک کی اہم "نصابی کمیٹی" کے رکن بنے، اس کے بعد تیس ستمبر 2001ء کو وفاق المدارس کے مرکزی 'نائب صدر" کیلئے آپ منتخب ہوئے۔اور تقریبا 2007ء میں "سینئر نائب صدر" بنے، اس دوران صدر وفاق رئیس المحد ثین حضرت مولانا شیخ سلیم اللہ خان نور اللہ مرقدہ کی غیر موجودگی میں آپ ان کی نیابت میں اجلاسوں کی صدارت بھی فرماتے رہے۔چار ربیع الثانی 1438ھ موافق پندرہ جنوری 2017ء کو حضرت شیخ سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد آپ نے چند ماہ قائم مقام صدر کے طور پر ذمہ داریاں انجام دیں، پھر اسی سال اکتوبر میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں ملک بھر کی مجلس عمومی ومجلس شوری کے اراکین نے آپ کو اتفاق رائے سے بقیہ مدت (تقریباً ڈھائی سال) کیلئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتویں "صدر" کیلئے منتخب کیا۔راقم لاہور کے اس دو روزہ سفر میں حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے ہمراہ تھا۔مجلس عمومی اور مجلس شوریٰ کے دستوری اجلاس سے قبل مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا۔جس میں تمام اکابر وفاق اراکین مجلس عاملہ نے اپنی ماضی کی حسین اور درخشندہ روایات کے مطابق متفقہ طور پر آپ کے نام پر اتفاق کیا۔اس اجلاس کی اندرونی کہانی کا علم ہوا کہ اس میں حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ وفاق کی صدارت کا یہ عظیم منصب سنبھالنے سے مسلسل انکار کرتے رہے۔لیکن تمام حضرات نے ان کو اس منصب کیلئے بڑی مشکل سے تیار کیا۔جب دوسرے روز مجلس عمومی اور شوریٰ کا دستوری اجلاس ہوا جس میں تقریباً سات سو سے زائد اراکین نے شرکت کی اور متفقہ طور پر آپ کو منتخب کیا۔حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے اپنے مختصراً خطاب میں اپنے مزاج کے عین مطابق حقیقی فطری تواضع کا اظہار کرتے ہوئے اس منصب کیلئے کسی دوسرے کو منتخب کرنے کا اصرار فرمایا اور اپنے سے زیادہ دیگر اکابر وفاق کی صلاحیت اور زیادہ فعال ہونے کا بھی فرمایا۔جس کو ملک بھر کے سیکڑوں مدارس وجامعات کے وہاں موجود ذمہ داران نے مکمل طور پر مسترد کرتے ہوئے 'منصب صدارت" کیلئے منتخب کیا۔

وفاق المدارس اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن دونوں اپنے ارتقاء سے لیکر آج تک ہر دور میں ساتھ ساتھ رہے ہیں......اس کیلئے ضروری ہے کہ دونوں اداروں کے شاندار ماضی کی روایات کا مختصر جائزہ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے منصب صدارت سے قبل کا لیا جائے۔

وفاق المدارس کی تاسیس (1959ء) سے لیکر 2017ء تک اس عظیم المرتبت منصب صدارت پر چھ شخصیات رہیں۔جن میں دو بڑے نام محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری اور عالم ربانی حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہما اللہ کا تعلق جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے تھا اور "ناظم اعلی" کے منصب پر بھی جامعہ بنوری ٹاؤن کی تین شخصیات رہیں۔

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ سب سے پہلے مرکزی 'نائب صدر" (1959ء تا 1974ء) کی حیثیت سے طویل تیرہ سال سات ماہ تک رہے،آپ کے اس دور میں ملکی حالات کے پیش نظر دستوری اجلاس میں تاخیر پر 1968ء سے 1973ء تک "قائم مقام صدر" اور پھر 1973ء سے لیکر 1977 تک چار سال چار ماہ "صدر وفاق" کے منصب پر "صدر سوم" کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔آپ کی رحلت کے بعد مفکر اسلام حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ کو "صدر" اور حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہ اللہ کو "ناظم اعلی" منتخب کیا گیا۔حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ اس سے قبل وفاق المدارس کی تاسیس 1959ء سے صدر منتخب ہونے تک اٹھارہ سال سات ماہ طویل ترین دورانیہ تک "ناظم اعلی" کے منصب پر رہے۔1980ء میں صدر چہارم حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہ اللہ (1980ء تا 1988ء) وفاق المدارس کے آٹھ سال تک "صدر پنجم" کے منصب پر رہے۔

مولانا میرٹھی رحمہ اللہ نے وفاق المدارس کے "صدر" اور "ناظم اعلی" سے قبل پندرہ سال چار ماہ (1963ء سے 1978ء تک) "مرکزی ناظم" کے منصب پر بھی تاریخ ساز خدمات انجام دیں۔

1988ء حضرت مولانا ادریس میرٹھی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حضرت شیخ سلیم اللہ خان رحمہ اللہ "صدر" اور "ناظم اعلی" جانشین محدث العصر امام اھل سنت مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ منتخب ہوئے۔1991ء میں امام اھل سنت کی رحلت کے بعد شہید جامعہ حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ "ناظم اعلی" کے منصب پر اپنی شہادت (1997ء) تک فائز رہے۔

اس طرح مجموعی طور پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے "تین صدر" اور "تین ناظم اعلی" کے مناصب پر رہیں۔جبکہ ایک "مرکزی ناظم" اور دو "نائب صدور" کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔

وفاق المدارس کے شاندار تاریخی پس منظر میں ایک اہم "روایت" اپنی تاسیس 1959ء سے لیکر آج 2021ء تک پورے تریسٹھ برسوں تک جو بھی "صدر" یا "ناظم اعلی" کے مناصب پر فائز رہے وہ سب تاحیات رہے ہیں، اور اپنی اس عالی نسبت کے اعزاز کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔

تاحیات مناصب پر رہنے کا ضابطہ وفاق کے دستور میں قطعاً نہیں۔لیکن اس روایت سے اس بات کو تقویت ضرور ملتی ہے کہ ہمارے اکابر کا آپس میں جو اعتماد کا رشتہ ہے وہ کس قدر مضبوط اور فولادی ہے۔مزید یہ نکتہ بھی سامنے آتا ہے کہ جو بھی مشائخ ان مناصب پر تھے یا ہیں ان میں عہدوں کی لالچ یا کشش کبھی بھی نہیں رہی۔کئی واقعات اس شاندار ماضی کے موجود ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ "روایت" تکوینی طور پر ہے۔اس کی تازہ تابندہ مثال ہمارے حضرت شیخ المشائخ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ کا آخری انتخاب ہے۔

تمام ذمہ داران مدارس وجامعات اور علماء بخوبی واقف ہیں کہ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے ایک برس قبل اپنی پیرانہ سالی اور ضعف کی بناء پر وفاق کی صدارت جیسے اعلی منصب سے معذرت کردی تھی۔اور اس بات پر حضرت کا کافی اصرار بھی تھا۔لیکن ملک بھر سے ایک ہزار سے زائد علماء و مشائخ نے آپ کی غیر موجودگی ہی میں متفقہ طور پر "صدر" منتخب کیا۔اور آپ کا یہ انتخاب آپ کی رحلت سے صرف تیرہ روز قبل ہوا۔اس لئے تکوینی طور پر وفاق المدارس کی تاریخ کے پس منظر کی اس شاندار روایت کی تکمیل بھی ہوئی۔

وفاق المدارس اور جامعہ بنوری ٹاؤن دونوں ادارے عالم اسلام کا سرمایہ اور قیمتی اثاثہ ہیں، اللہ تعالی اکابر ومشائخ کے قائم کردہ دونوں کو تاقیامت یوں ہی سدا بافیض رکھے اور دین کیلئے افراد سازی کے یہ دونوں ادارے ہمیشہ ترقیات کا سفر اپنے اکابر کے مزاج واسلوب کے مطابق جاری رکھیں......آمین!

سیادت مجلس ختم نبوت کی نسبت کی منتقلی:

ختم نبوت کے تحفظ اور منکرین کے خلاف سب سے بڑا تنظیمی نیٹ ورک "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کا ہے، مجلس کی خدمات پر سیکڑوں کتب موجود ہیں، کئی ممالک میں اس کے مستقل دفاتر اور ماتحت ذیلی ادارے اس عظیم کام سے منسلک ہیں، ملک سمیت بیرون ملک میں عالمی مجلس کے مبلغین موجود ہیں، منکرین ختم نبوت کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں سے نمٹنے کیلئے جہاں قانونی طور پر منظّم عملی کام ہو رہا ہے وہیں دنیا بھر میں دعوتی واصلاحی سطح پر بھی قابل تقلید کام کیا جارہا ہے، ہر سال لاکھوں کی تعداد میں کتابچوں اور کتب کی مفت تقسیم سمیت ہفت روزہ و ماہنامہ کا اجراء بھی کیا جاتا ہے۔

یقیناً عالمی مجلس کی تاریخی کاوشیں ہیں۔تحفظ ختم نبوت کے میدان میں کام کرنے والی تمام جماعتوں اور تحریکوں کی

سالوں کی جہد مسلسل کا نتیجہ تھا کہ 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی سے منکرین ختم نبوت قادیانیوں، مرزائیوں اور لاھوری گروپ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ عالمی مجلس کی قیادت و سیادت وقت کے عظیم علمی و روحانی شخصیات کے ھاتھوں میں رہی، ستر کی دھائی کے وہ چند سال عالمی مجلس کی تحریکی طور زوروں پر رہی، اس وقت عالمی مجلس کے امیر مرکزیہ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تھے۔ آپ ہی کی قیادت میں اللہ نے دہائیوں سے قربانیوں کے ثمرات کی برکت سے وہ تاریخ ساز کام کروایا۔ اس میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہم اللہ سمیت کئی نابغہ روزگار ہستیاں اس پوری تحریک میں بنیادی کردار ادا کرنے والوں میں شامل تھے۔

1977ء میں محدث العصر علامہ بنوری رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد مجلس کے اراکین زعمائے ملت نے چنیوٹ میں 27 / دسمبر 1977ء کو تلمیذ بنوری خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کو "امیر مرکزیہ" اور حضرت مولانا عبداللہ رائے پوری رحمہ اللہ کو "نائب امیر" منتخب کیا گیا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ کی دور امارت میں دنیا کے کئی ممالک میں ختم نبوت کا باسعادت دعوتی واصلاحی اور نشر واشاعت کا مشن کافی وسیع ہوا۔ یہ انتخاب تین سال کیلئے کیا گیا تھا۔

8 / اگست 1981ء کو مرکزی دفتر ملتان میں خواجہ صاحب رحمہ اللہ کی صدارت میں مجلس کی جنرل کونسل کا اجلاس ھوا۔ جس میں تمام اراکین نے "نائب امارت" کیلئے حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ کو اختیار تفویض کیا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ نے "نائب امیر مرکزیہ" کیلئے جانشین بنوری امام اھل سنت حضرت مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ کو منتخب کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ اور عظیم داعی حضرت

مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ العالی نے یہ تمام تفصیلات لکھی ہیں۔ آپ نے لکھا کہ اسی اجلاس کے دوسرے دن یعنی 9 / اگست 1981ء کو موجودہ "امیر مرکزیہ" شیخ المشائخ شیخ المحد ثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ کو عالمی مجلس کی مرکزی شوریٰ کا رکن بھی منتخب کیا گیا۔ رکن مجلس شوریٰ منتخب ھونے کے حوالہ سے مولانا اللہ وسایا مدظلہ لکھتے ہیں کہ "ان کے انتخاب کی نسبت بھی یقیناً حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ کی طرف کرنا عین انصاف ہے"

عالمی مجلس کے "نائب امیر" جانشین بنوری امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ کا انتقال جنوری 1991ء کو ہوا تو "نائب امارت" کے اس منصب کیلئے شہید اسلام حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کو

منتخب کیا گیا۔مئی 2000ء میں لدھیانوی صاحب کی شہادت کے بعد حضرت اقدس سید شاہ نفیس الحسینی رحمہ اللہ کو "نائب امیر" منتخب کیا گیا،2008ء حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی تو شیخ المحد ثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا "نائب امیر" مقرر کیا گیا۔2010ء میں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ اس دار فانی سے رخصت ہوئے تو حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ کو "امیر مرکزیہ" منتخب کیا گیا۔فروری 2015ء کو مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال ہوا تو ایک ماہ بعد یعنی مارچ 2015ء کو حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا "امیر مرکزیہ" منتخب کیا گیا جبکہ پیر طریقت حضرت مولانا محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ العالی کو "نائب امیر اول" اور فرزند خواجہ خواجگان حضرت خواجہ لالہ عزیز احمد زیدمجدہ کو "نائب امیر دوم" منتخب کیا گیا۔

محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی یہ عظیم و عالی نسبت بھی آپ کے روحانی فرزند و مسند نشین شیخ المحد ثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ کو منتقل ہوئی۔ختم نبوت کے اس عالی وارفع کام کی قیادت و سیادت کی نسبت کی امانت تادم زیست سنبھالی اور اسی باسعادت نسبت کا تاج سر پر سجائے رب تعالی کے حضور تشریف لے گئے اور اپنے شیخ و مربی کے پہلو میں تا ابد آرام فرما ہوگئے۔(باقی آئندہ)

پچھلی قوموں کی لاپروائی کا برا انجام

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ماضی کی ہلاک شدہ قوموں کی عبرت ناک تباہی کی داستانیں پڑھنے سے جو بنیادی بات آدمی محسوس کرتا ہے وہ یہی ہے کہ ان کے دل و دماغ نشہء غفلت سے اس قدر ماؤف ہو چکے تھے کہ ان پر عذاب آتا مگر انہیں یہ احساس بھی نہ ہوتا کہ یہ حق تعالیٰ کا عذاب ہے۔بس یوں ہی اسباب کی طرف منسوب کر کے اپنی جگہ مطمئن ہو جاتے۔اگر کہیں اسباب کا کوئی سرا نہ ملتا تو حوادث کو بَخت واتفاق کا کرشمہ قرار دے دیا۔غفلت، لاپروائی اور سنگ دلی کی یہی وہ خطرناک سرحد تھی جس سے گزرنے کے بعد ان کا نام نشان تک مٹ گیا۔

(ماہنامہ بینات۔ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تاریخی فیصلے

مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی

کچھ عرصہ سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی عہدیداران ،صدر، ناظم اعلیٰ کے انتخاب کا مسئلہ درپیش تھا،اس اہم مسئلہ کوحل کرنے کے لیے ایک مرتبہ مجلس عاملہ،شوریٰ اورمجلس عمومی کے اجلاس کی تواریخ طے کی گئی تھیں،لیکن بوجوہ مقررہ تاریخ پروہ اجلاس نہ ہوسکا،ادھرگزشتہ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ کی ستائیسویں شب میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحق دوبڑے ادارے جامعۃ الرشیداور جامعہ بنوریہ کراچی نے ''مجمع العلوم الاسلامیۃ'' کے نام سے نئے بورڈ کا اعلان کردیا۔اس کے بعد اشاعۃ التوحید والسنۃ نے بھی علیحدہ بورڈ قائم کرلیا۔

حکومت پاکستان نے نہ صرف ان حادث بورڈ کوقبول کیا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کے لیے مزیدکئی بورڈ بنا کران کی تعدادمیں حسب منشاخاصا اضافہ کردیا،جبکہ بعض جامعات اور دینی اداروں کو یونیورسٹی کادرجہ بھی دے دیا گیا۔ملک میں پہلے سے موجودمختلف مسالک کے پانچ قدیم وفاق کاعرصہ سے حکومت سے مطالبہ تھا کہ انہیں بورڈ کا درجہ دے دیا جائے لیکن حکومت نے ہمیشہ اس سے انکار کیا،لیکن اب نہ معلوم کیا وجہ ہوئی کہ یکدم پندرہ بورڈ کی منظوری دے دی گئی،اس بارہ میں سردست اس کے سوااور کیا کہا جاسکتا ہے کہ:''ع جو چاہے آپ کاحسن کرشمہ ساز کرے''

بہرحال حکومت کی طرف سے اس قدرعنایت اور نئے تعلیمی بورڈوں کی اس بارش سے اہل علم میں ایک تشویش اوراضطراب کی لہردوڑگئی،اہل عقل ودانش نے اسے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی ناقابل تسخیر قوت اورطاقت کوتوڑنے یا کمزورکرنے کی ایک منظّم سازش قراردیا۔حالات کی نزاکت کے پیش نظروفاق المدارس کے ہوتے ہوئے الگ بورڈ بنانے والے احباب اوردوستوں سے وفاق المدارس کی قیادت نے باقاعدہ رابطہ کیا اوراس کے لیے مؤقرحضرات کاوفدبھی بھیجا گیا،جس نے ان سے باقاعدہ مذاکرات کرکے واپس آنے پرزوردیا،پھرجامعہ اشرفیہ لاہورمیں مؤرخہ ۱۰رشوال ۴۲ھ مطابق ۲۲رمئی ۲۱ءکو عاملہ اورشوریٰ کے حضرات کاایک اہم اجلاس طلب کیا گیا،جس میں ان حضرات کوشرکت کی دعوت دی گئی،تاکہ اس میں یہ حضرات اپنا موقف اپنی زبانی بیان کرسکیں لیکن جامعۃ الرشیدکراچی کے حضرات اس میں تشریف نہیں لائے۔مجلس عاملہ اورشوریٰ اورحضرت شیخ الاسلام مفتی محمدتقی عثمانی دامت برکاتہم ، جناب حضرت صدروفاق اور جناب ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمدحنیف جالندھری، حضرت مولانافضل الرحیم اشرفی دامت برکاتہم سمیت ۳۱۳حضرات نے بادل ناخواستہ وفاق المدارس سے ان کی عملی

علیحدگی کے فیصلہ کوقبول کرناپڑااوروفاق سے علیحدگی کی انہیں باقاعدہ اطلاع کردی گئی۔

اکابر کا کہنا یہی ہے ہم نے انہیں علیحدہ نہیں کیا بلکہ وہ حضرات عملی طور پر خود ہی وفاق سے علیحدہ ہوئے ہیں۔

وفاق المدارس کی قیادت، نیز مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ کے اس فیصلہ کو سب نے ہی سراہا اور ہر ایک کی زبان سے ونعم مافعلوا کی صدا بلند ہوئی۔ پاکستان کے تمام صوبوں میں اس فیصلہ کو دل وجان سے قبول کیا گیا اور اکابر وفاق کی بصیرت اور فہم ودانش اور حسن قضا کی ہر ایک نے تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے لیے اس فیصلہ میں برکت عطا فرماویں اور ہر طرح کے شر سے اس کی حفاظت فرمائیں، آمین۔

ارباب وفاق المدارس چونکہ صدر، ناظم اعلیٰ کے انتخاب کے لیے اجلاس کی تاریخ ایک مرتبہ متعین کر کے ملتوی کر چکے تھے اور اس کے لیے مناسب وقت کے انتظار میں تھے، چنانچہ حالات کے سازگار ہونے پر انہوں نے اس کے لیے ۶/۵ ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶/۱۷ جون بدھ جمعرات کی تاریخ طے فرمائی۔ پروگرام کے مطابق مجلس عاملہ کا اجلاس ۵/ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ کو اور شوریٰ ومجلس عمومی کا اجلاس ۶/ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ ۱۷/جون ۲۰۲۱ء جمعرات کو دارالعلوم زکریا پنڈی میں ہوا۔ آئندہ پانچ سال کے لیے مرکزی عہدیداروں کا انتخاب اس اجلاس کا اہم ہدف تھا جو حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کی تجویز اور تمام شرکا جن کی تعداد تیرہ سو کے لگ بھگ تھی ان کی بھرپور تائید سے متفقہ طور پر بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔

مخدوم ومکرم حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر (رحمۃ اللہ علیہ) آئندہ پانچ سال کے لیے صدر اور حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری ناظم اعلیٰ قرار پائے۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب مدظلہم نے مزید چار نائب صدور اور معاون ناظم اعلیٰ کی منظوری حاصل کی۔

اس فیصلہ کی جس قدر بھی تحسین کی جائے کم ہے، بلاشبہ اس وقت وفاق المدارس کے لیے یہ حضرات ہر اعتبار سے بہتر، موزوں اور نہایت درجہ ناگزیر ہیں، اللہ تعالیٰ اس انتخاب لاجواب کو وفاق المدارس العربیۃ پاکستان کے استحکام اور اس کے اہداف ومقاصد کے حصول کا مؤثر ذریعہ بنائے اور ہر طرح کے داخلی، خارجی شرور وفتن سے حفاظت فرما کر اسے مزید در مزید ترقی عطا فرمائیں......ع "ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد"

اس تمام تر مبارک عمل کا سہرا حضرت شیخ الاسلام مدظلہم اور تائید کنندگان علماء کرام دامت برکاتہم کے سر ہے جنہوں نے حضرت کی تجویز کو پذیرائی عطا فرمائی اس لیے ہم ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری دام مجدہم، عہدیداران عاملہ کے ساتھ حضرت شیخ الاسلام مدظلہم اور ان کے جملہ مؤیدین کو بھی اس پر صمیم قلب سے مبارک باد پیش کرتے ہیں، جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا اجلاس

آنکھوں دیکھا حال، تاثرات اکابر وفاق کے بیانات اور خیالات

مفتی محمد عبداللہ نقشبندی
رکن مجلس عمومی وفاق المدارس العربیہ

یادگار سفر:

راقم کو مفوضہ ذمہ داریوں کی وجہ سے اکثر و بیشتر سفر کرنے کا موقع کم ملتا ہے مگر کچھ اسفار کو نمایاں خصوصیات کی وجہ سے اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں؛ اور انہیں زندگی کی حسین یادگاروں میں اضافہ کے لئے شوق سے کرتا ہوں۔ ایسا ہی ایک سفر ۱۶ر جون ۲۰۲۱ء پیش آیا۔ اسلام آباد میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عمومی کا اجلاس تھا جس میں اپنے ادارے کی جانب سے شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ چند سال پہلے جب نئے صدر وفاق کی تقرری کے لئے جامعہ اشرفیہ میں اجلاس تھا تو اس میں بھی شرکت میری زندگی کا خوب صورت تجربہ تھا۔ وہاں پر جن فرشتہ صفت انسانوں سے ملاقاتیں ہوئیں دُعائیں لیں وہ مناظر جب بھی یاد آتے ہیں خوشی سے دل و دماغ سرشار ہوجاتے ہیں۔ اس مرتبہ جب اجلاس میں شرکت کی دعوت ملی تو خوشی کے تسلسل کو برقرار رکھنے کیلئے عازم سفر ہوا۔ یہ سفر پہلے سفر سے کئی نوعیّتوں سے مختلف رہا۔ جمعرات کی صبح کو اجلاس تھا اور بدھ کی عصر کو میں بخیر اسلام آباد پہنچا۔

فرشتوں کی جھرمٹ میں حاضری:

صبح نو بجے جامعہ زکریا ترنول میں اجلاس شروع ہونا تھا سلیم بھائی نے وقت سے پہلے پہنچادیا۔ جامعہ زکریا میں داخل ہوئے تو وہاں ایسا لگا کہ میں فرشتوں کی بستی میں آ گیا ہوں۔ ہر طرف نورانی چہرے، ساری زندگی اللہ کے مقدس دین کے لیے وقف کرنے والے خوش قسمت انسان جمع تھے۔ سفید لباس میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین چہروں کو دیکھا۔ یہ منظر اس قدر دلچسپ اور ایمان افروز تھا کہ دل چاہتا تھا کہ دیکھتا ہی چلوں۔ پہلے پہل حضرت مولانا عبدالقدوس محمدی صاحب سے ملاقات ہوئی، موصوف کو اللہ رب العزت نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ موصوف ہمارے پیرومرشد حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کے خلیفہ مجاز اور جامع مسجد محمدی کے خطیب ہیں۔ وقت کم تھا کارڈ لیتے وقت میرے محبوب استاذ سلطان القلم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کے صاحبزادے جامعہ ابوہریرہؓ کے نائب مہتمم حضرت مولانا محمد قاسم حقانی صاحب کو

اپنے ساتھ پایا تو بہت خوشی ہوئی ان سے گلے ملا حال احوال دریافت کیا، کارڈ لیا اور ہال میں داخل ہوا۔ وہاں ہر ایک چہرے کو دیکھتے وقت اللہ سے یہ دعا کرتا ''یا اللہ! اس کے طفیل مجھے بھی دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں اور انہی کے وسیلے سے خاتمہ بالایمان نصیب فرمائیں۔''

پروگرام کا آغاز:

حضرت مولانا طلحہ رحمانی صاحب نے خیر مقدمی کے کلمات سے پروگرام کا آغاز کیا۔ استاذ القراء حضرت مولانا قاری احمد میاں تھانوی نے اپنے منفرد لہجے میں قرآءات سبعہ میں تلاوت فرمائی۔ جس کے بعد معاون ناظم کے پی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب کو دعوت خطاب دی گئی انہوں نے تفصیلی خطاب فرمایا۔ میں نے قلم ہاتھ میں لیا اور لکھنے کے لیے کاغذ ڈھونڈ نے لگا. بیان لکھنے کی عادت مجھے والد صاحب سے ملی ہے۔ اللہ کا مجھ پر خصوصی کرم ہے کہ مجھے والد مکرم (حضرت مولانا پیر گل رئیس نقشبندی) جیسی مشفق ہستی نصیب فرمائی ہے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی بیان کر رہا ہے اور والد صاحب لکھ نہیں رہے۔ ان کو دیکھ دیکھ کر میری بھی یہی عادت سی ہوگئی ہے کہ اچھی بات جس سے بھی سنوں فوراً لکھنے کی کوشش کرتا ہوں اور یہاں بھی یہ عادت نہیں چھوٹی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا تو میرے پاس کاغذ کم تھا جو بہت جلد پُر ہوگیا۔ قریب میں ایک بزرگ نے دیکھا تو مکمل صفحہ دیا کہ اس پر لکھو۔ دل خوش ہوا کہ الحمدللہ، اللہ نے انتظام کرلیا۔ باری باری اکابرینِ وفاق کو دعوت دی جاتی اور وہ موتی بکھیرتے ہوئے حاضرین کو علمی اور روحانی دولت سے مالا مال کرتے۔ افادیت اور نافعیت کے حوالے سے یہ مجلس واقعی تاریخ ساز اور یادگار تھی اور یہ بھی کہ ایسی مجالس قسمت والوں کو ملتی ہیں۔ میرا دل اب بھی پروردگار لم یزل کی اس عظیم نعمت پر شکر یہ ادا کرتا ہے بلکہ جب بھی یہ خوب صورت، ایمان افروز، بابرکت اور منور مجلس یاد آئے گی؛ دل وزبان سے باری تعالیٰ کے شکریہ کے کلمات بے اختیار نکلیں گے کہ اللہ نے مجھے بھی اس بابرکت مجلس بھی شرکت کی سعادت نصیب فرمائی۔

اکابر کا دردِ دل:

بیانات شروع ہوئے اور میں لکھنے میں مصروف ہوگیا ملک بھر سے گیارہ سو مہتممین، منتظمین، محدثین کرام اور مشائخ عظام تشریف لائے ہوئے تھے۔ بیانات تو صرف اکابرینِ وفاق یا ذمہ دارانِ وفاق کے ہوئے جن کو لکھنے کی میں کوشش کرتا رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک بیان آب زر سے لکھنے کے قابل تھا۔ افادیت کے پیش نظر دل چاہتا ہے کہ مکمل بیانات یہاں نقل کروں مگر طوالت کے خوف سے اہم نکات یہاں لکھ دیتا ہوں، اللہ سے دعا ہے کہ مجھے بھی اور پڑھنے والوں کو بھی اکابر کی ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

مدارس......اسلامی تہذیب کے پاسبان:

جامعہ عثمانیہ پشاور کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے فرمایا کہ ’’مدارس کے مہتممین ومنتظمین حضرات آپ لوگ انتہائی خوش قسمت ہو کیونکہ آپ کو اللہ نے چنا ہے مدارس کی خدمت کے لیے، انہی مدارس میں لوگوں کے ایمان کی فکر ہوتی ہے، عقیدے کی فکر ہوتی ہے، اسلامی تہذیب کی حفاظت ہوتی ہے اور یہ مسلمانوں کی بنیادی اور سب سے بڑی ضرورت ہے جس کے لیے آپ حضرات کا انتخاب ہوا ہے۔ آپ اللہ کا شکر ادا کریں اور زیادہ سے زیادہ رجوع الی اللہ کی کیفیت پیدا کریں کیونکہ یہ دور حاضر اور منصب کا بنیادی تقاضہ ہے۔

اجتماعیت باعثِ برکت:

جامعہ فاروقیہ راولپنڈی کے مہتمم حضرت مولانا قاضی عبدالرشید صاحب نے فرمایا کہ ’’اجتماعیت میں برکت ہوتی ہے اللہ فرماتے ہیں: ’’وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ‘‘ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی‘‘۔ شہد کی مکھیوں میں اجتماعیت ہوتی ہے اسی کی برکت سے اللہ ان سے شہد بناتا ہے۔ ہمارے اندر بھی جب اجتماعیت ہوگی تو اللہ برکتیں نازل فرمائیں گے۔

مدارس......اسلام کے قلعے:

جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے مہتمم حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب نے فرمایا کہ ’’مدارس اسلام کے قلعے ہیں ان کو کوئی ختم نہیں کرسکتا۔ پرویز مشرف جب آیا تو اس نے نعرہ لگایا تھا کہ مدارس حکومتی تحویل میں لیں گے اور مدارس کا سارا کنٹرول حکومت کے ہاتھ میں ہوگا، اسی لیے اس نے ماڈل مدرسہ بنوایا اور حکومتی سطح پر بھرپور کوشش کی، مگر اللہ نے وفاق کو مزید قبولیت نصیب فرمائی، کیونکہ مشرف جب برسر اقتدار آیا تو وفاق کے ساتھ ملحق مدارس کی تعداد 4500 تھی لیکن جب گیا تو وفاق کے ساتھ ملحق مدارس کی تعداد 14500 ہوگئی تھی اور ان کا ماڈل مدرسہ نشان عبرت بنا‘‘۔

اخلاص اور محنت کی ضرورت:

جامعہ بیت السلام کراچی کے مہتمم حضرت مولانا عبدالستار صاحب نے فرمایا کہ ’’شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے جب تک اسلام ہے، جب تک مدارس ہیں، جب تک مساجد ہیں، تب تک باطل ہوگا یہ زور آزمائی ہر دور میں چلتی رہے گی اور کامیابی اسلام کی ہوگی، مدارس کی ہوگی، مساجد کی ہوگی، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے (مدارس ومساجد کے رکھوالوں کے) اندر کوئی کمی نہ آجائے، ہمارے اخلاص اور محنت میں کمی نہیں آنی چاہیے‘‘۔

مدارس کا سرپرست......احکم الحاکمین ذات:

سینیئر شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض محمد صاحب نے فرمایا کہ ’’ہمارے لیے سعادت کی بات ہے کہ اتنے صالحین ایک جگہ جمع ہیں۔ہم اللہ کے دین کا کام کرتے ہیں اور مدمقابل لادینی قوتوں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ ہمارا سرپرست اللہ ہے جواحکم الحاکمین ہےاور مدمقابل کا سرپرست لادینی قوتیں ہیں۔ہمارے سرپرست کے سامنے دنیا کی ہرطاقت ہیچ ہے۔اصل میں یہ یاروں کی لڑائی ہےاوراس میں ہماری ہی جیت ہےالبتہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم آپس میں متحد رہیں‘‘۔

مدارس کوکوئی ختم نہیں کرسکتا:

جامعہ فاروقیہ کراچی کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبیداللہ خالد صاحب نے فرمایا کہ ’’اتنے مبارک اور مقدس اجتماع کو دیکھ کر ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں نظر نہ لگ جائے ۔اللہ اس اجتماع کو ہرقسم کی شرور سے حفاظت فرمائے۔ مجھےاپنے والدشیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان نوراللہ مرقدہ نےایک بارنہیں،دوبارنہیں،تین باربھی نہیں، بلکہ متعدد باریہ نصیحت کی ہے کہ ’’تمھیں اورتمھارے مدارس کوامریکہ ختم کرسکتاہے نہ ہی دوسری کوئی طاقت، یہ مدارس اس وقت ختم ہوں گے جب تم خودخراب ہوجاؤ گے جب تم خود بددیانت بن جاؤ گے جب تم خود آپس میں نفرتیں پیدا کرو گے تو اس وقت کسی امریکہ کی نہ ہی کسی دوسری طاقت کی ضرورت ہوگی بلکہ آپ لوگ خود بخود ختم کرنے کے لیے کافی ہوں گے‘‘۔اس لیے دوستو! ہمیں سیدھا رہنا ہوگا۔دوسری بات یہ ہے کہ ایک اجتماعی زندگی ہوتی ہےاور دوسری انفرادی زندگی، ہرایک کے الگ الگ آداب ہیں اجتماعی زندگی کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اجتماعی زندگی میں صبراورتحمل سے کام لینا ہوگا،طبیعت کےخلاف بات کو برداشت کرنا ہوگا جب ہم ان آداب کا خیال رکھیں گےتواس کےاثرات بھی دوررس ہوں گےاورثمرات بھی دیرپاہوں گے‘‘۔

وفاق ہم سب کا مادرعلمی:

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے استاذ الحدیث اور ناظم تعلیمات مولانا امداداللہ صاحب یوسفزئی نے فرمایا کہ ’’آج کا یہ منظر دیکھ کر میں اپنے بزرگ اکابرین وفاق کے قبروں کوسلام پیش کرتا ہوں یہ انہی کی شبانہ روز کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ ہم اورآپ اس وفاق کی چھت کے نیچے محبت کے ساتھ جمع ہیں،حضرت مفتی احمدالرحمانؒ فرمایا کرتے تھے’’کمال یہ نہیں کہ سارے رفقاء کارآپ کےمزاج کےمطابق ہوں بلکہ کمال یہ ہے کہ مزاج کے اختلاف کے باوجودآپ ان کواپنے ساتھ چلائیں‘‘۔یہی ہمارے اکابر کی طرۂ امتیاز تھا یہی ان کی خصوصیت تھی۔دوسری بات یہ کہ وفاق ہم سب کا مادرعلمی ہےجس طرح آپ میں سےاکوڑہ خٹک بہت سوکا مادرعملی ہوگا،دارالعلوم کراچی مادرعلمی

ہوگا، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن مادر علمی ہوگا، بالکل اسی طرح وفاق ہم سب کا مادر علمی ہے اور ہمیں وفاق کو اتنی اہمیت دینی ہوگی جتنی مادر علمی کو دیتے ہیں ۔ہمیں وفاق سے اتنی محبت کرنی ہوگی جتنی مادر علمی سے ہوتی ہے،تو ہمارا یہ سفر محبت سے آگے بڑھے گا''۔

اتحاد......وقت کی ضرورت:

سینیٹرحضرت مولانا عطاء الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ''ہمارے مدمقابل لوگوں نے انتھک کوشش کی کہ کسی طرح مدارس کے اس بہترین نظام میں رخنہ ڈالیں ،مگر روز اول سے اللہ نے اِن کا ہر حربہ ناکام بنادیا ہے، جب اِن کی کوشش ناکام ہوگئی تو ہماری صفوں سے لوگ اٹھا کر ہمارے مقابل کھڑے کیے ،لیکن الحمدللہ آپ لوگوں کے اتحاد واتفاق اور جمعیت علماء اسلام کی کوششوں سے یہ حربہ بھی ناکام ہوگا اوران بورڈوں کا بھی وہی حال ہوگا جو مشرف کے بورڈوں کا ہوا تھا۔ہم نے FATF قوانین کے ہر لفظ کو مسترد کیا ہے اوران کے تمام منصوبے اللہ نے خاک میں ملادیئے ۔اللہ یہ اتحاد یہ اتفاق اور یہ محبتیں اسی طرح قائم رکھے کیونکہ کل اتحاد کی جتنی ضرورت تھی آج اس سے کہیں زیادہ اتحاد واتفاق کی ضرورت ہے۔ہمیں اپنی قیادت پر غیر متزلزل اعتماد کی ضرورت ہے''۔

بانیانِ وفاق...... مستحق خراج تحسین:

حضرت مولانا سعید یوسف صاحب آف پلندری نے فرمایا کہ''مدارس عربیہ نرسری کی مانند ہیں ،کتاب وسنت پانی ہے،نرسری میں جب پودوں کو سیرابی کے لیے پانی ملے تو پودے شجر سایہ دار بن جاتے ہیں ثمر آور ہوجاتے ہیں جس کے پھل قریہ بہ قریہ،شہر بہ شہر بانٹ دیئے جاتے ہیں اور پورا ملک مستفید ہوتا ہے۔آج کے اس مبارک اجتماع کے لیے اکابرین وفاق بھی بزبان حال یہ کہہ رہے ہوں گے۔

ہمیں بھی یاد کرلینا چمن میں جب بہار آئے ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں

ہم موجودہ اکابرینِ وفاق کی اطاعت کرکے بانیانِ وفاق کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔وفاق ہم سب کے لیے قلعہ کی حیثیت رکھتا ہے،ہمیں یہاں آتے وقت تمام عہدے باہر رکھ کر مدارس کی اتحاد کا نعرہ لگانا چاہیئے''۔

وفاق المدارس کی اہمیت،ضرورت واہداف:

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا حنیف جالندھری صاحب نے فرمایا کہ''اللہ کا فضل ہے کہ ہم سب کو اللہ نے علوم وحی کی ترویج واشاعت کے لیے قبول کیا ہے۔مدرسہ کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی اسلام کی،غار حراء میں پہلی وحی کے ساتھ مدرسہ بھی وجود میں آیا۔مدرسہ اسلام ہے اوراسلام مدرسہ

ہے۔ برصغیر میں جب برطانوی سامراج نے قبضہ کیا تو علماء کرام نے دینی علوم کی بقا کے لیے انار کے درخت کے نیچے استاد اور شاگرد کو بٹھایا اور سبق شروع کیا بانیوں کا اخلاص تھا کہ انار کے نیچے جو مدرسہ شروع کیا تھا اس کے اثرات پوری دنیا میں پھیل گئے اور آج پوری دنیا ان کی علمی روشنی سے جگمگا رہی ہے۔

علماء کی انتھک محنتیں:

متحدہ ہندوستان میں اکابرین کرام نے مدارس کے قیام اور حفاظت کے لیے انتھک محنتیں کیں جب ملک عزیز پاکستان وجود میں آیا تو علماء کرام کا خیال تھا کہ حکومت مدارس کا انتظام کرے گی، یہی وجہ تھی کہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع نور اللہ مرقدہ نے مدرسہ کی بنیاد نہیں ڈالی۔ جب حکومت نے اس کی طرف توجہ نہیں کی تو علماء دیوبند کے فضلاء نے مدارس کی بنیادیں رکھنی شروع کردیں، چنانچہ ملک عزیز میں مدرسہ علماء نے بنایا۔ چلانے کے لیے چندہ بھی علماء نے عوام سے اکٹھا کیا یعنی مدرسہ چلانے کی خدمت بھی اللہ نے علماء سے لی اور مدرسہ کے وجود کو باقی رکھنے کی فکر بھی علماء نے کی۔ مدرسہ اسباب کے درجے میں مولوی نے بنایا ہے مولوی چلا رہا ہے اور مولوی ہی بچانے کی جدوجہد کررہا ہے۔

وفاق المدارس العربیہ کی بنیاد:

1957ء کو جامعہ خیر المدارس میں شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ اجلاس میں شریک دو عظیم شخصیات نے دو تجاویز پیش کیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ نے تجویز پیش کی کہ پاکستان میں مدارس بننے شروع ہوئے ہیں، ہمیں چاہیے کہ ان مدارس کے لیے ایک نصاب بنادیں، جس میں یکسانیت بھی ہو اور جامعیت بھی ہو۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ نے دوسری تجویز پیش کی کہ ہمیں تمام مدارس کو ایک لڑی میں پرونا چاہیے الگ الگ نہ ہوں بلکہ ان کی شیرازہ بندی کرنی چاہیے۔ آسان الفاظ میں وحدت مدارس کی تجویز پیش کی۔ دونوں تجاویز کو قبول کیا گیا، چنانچہ ان تجاویز پر مزید پیش رفت کے لیے 1958 میں حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ نے ٹنڈو الہ یار میں تعلیمی کانفرنس بلائی جس میں ایک تنظیمی کمیٹی بنی جو درج ذیل مبارک ناموں پر مشتمل تھی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک، مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، مفتی محمد عبداللہؒ، مفتی عثمانؒ شامل تھے۔ ان حضرات کے ذمے مدارس کے ساتھ رابطہ اور ان کی ذہن سازی سپرد کی گئی۔ 19 اکتوبر 1959 کو خیر المدارس میں ایک جلسہ ہوا جس میں مدارس کی وحدت اور یکساں نصاب تعلیم کے لیے وفاق المدارس العربیہ کے نام سے ایک ہمہ گیر تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ جس کے پہلے صدر شیخ الحدیث مولانا شمس الحق افغانیؒ، نائب صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا

خیر محمد جالندھریؒ، نائب صدر دوم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، ناظم اعلی مفکر اسلام مفتی محمودؒ، خازن مفتی محمد عبداللہؒ۔ دستور کے مطابق تین سال کے لیے منتخب ہوئے۔ الحمدللہ یہ وہ حضرات تھے جن پر اخلاص کو بھی ناز تھا۔ انہوں نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے لیے دن رات جدوجہد کی اور اپنی پوری زندگی اسی میں لگا دی۔ نومبر 1982 کو وفاق المدارس کی سند کی رجسٹریشن ہوئی۔ تین مزید بورڈوں کی رجسٹریشن ہوئی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ چونسٹھ سال ہو رہے ہیں کہ وفاق المدارس وجود میں آیا ہے۔ ان چھ دہائیوں میں حکومت وقت کی طرف سے مختلف رکاوٹیں پیش آئیں، مگر اکابرینِ وفاق نے وفاق کے نصاب کو بھی محفوظ رکھا، وفاق کی وحدت کی بھی حفاظت کی، مدارس کی حریت پر بھی آنچ نہ آنے دی، مدارس کی آزادی و خودمختاری کو برقرار رکھا۔ یہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے کہ ہر بات کو مذاکرات کے ذریعے حل کیا۔ ٹکراؤ کا ماحول کبھی پیدا نہیں کیا۔ وفاق کے نظام تعلیم، امتحانی نظام، نصاب تعلیم میں حکومت کے کہنے پر کوئی تبدیلی نہیں کی۔ یہ ان اکابرین کی قربانیوں کی برکت ہے کہ پاکستان میں منبر آزاد ہے، مسجد آزاد ہے اور مدرسہ آزاد ہے۔ اکابرین وفاق نے ہر بحران کا مقابلہ برہان سے کیا ہے۔ اللہ نے ہمیں ہر میدان میں سرخروئی عطا فرمائی۔ ہم نے اللہ کے فضل سے ڈکٹیٹر کے جاری کردہ قوانین ان سے واپس کروائے ہیں۔ آپ لوگ مدارس کے چوکیدار ہو، وفاق آپ کا چوکیدار ہے۔

چیریٹی ایکٹ بل:

ہم نے چیریٹی ایکٹ بل مسترد کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ مدارس معاونین کے نام بتانے کے پابند ہوں گے، لیکن ہم نے اسے مکمل طور پر مسترد کیا ہے۔

وقف املاک بل:

حال ہی میں ایک بل حکومت نے FATF کے کہنے پر ''وقف املاک بل'' حکومت نے منظور کر لیا جس کا مقصد مدارس، مساجد اور خانقاہ حکومت کے کنٹرول میں ہوں گی وہ جس کو چاہیں گے حوالے کریں گے ہم نے یہ بل بھی مسترد کر دیا۔ شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب نے صدر پاکستان کو کال کی کہ اس پر دستخط نہ کرنا مگر اس نے بتایا کہ اس پر تو مجھ سے دستخط لے چکے ہیں۔ وزیراعظم پاکستان کے ساتھ میری میٹنگ ہوئی، اسپیکر اور وزیر برائے مذہبی امور بھی موجود تھے، میں نے اس سے وقف کی تعریف پوچھ لی؛ تو ان کو وقف کی تعریف کا پتہ نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ یہ بل غیر شرعی، غیر فطری اور غیر اخلاقی ہے، آپ کو واپس لینا ہوگا۔ میں نے جب عمران کو کہا کہ اس بل کی وجہ سے آپ کا شوکت خانم بھی چلا جائے گا، تو وہ چونک کر کہنے لگے وہ کیسے؟ میں نے کہا آپ نے تمام رفاہی ادارے اس بل میں شامل کیے ہیں کہ وہ حکومتی کنٹرول میں ہوں گے، وہ جس طرح چاہیں استعمال کر سکتے ہیں، کل اگر کوئی ایسا حکمران آیا

کہ اس نے کہا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں اس کو گرادو تو آپ کے قانون کی رو سے گرا سکتا ہے۔ یہ بات سنتے ہی سپیکر قومی اسمبلی نے کہا جالندھری صاحب آپ نے جتنی باتیں بیان کیں، ان کا تو ہمیں بھی پتہ نہیں۔ جالندھری صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے کہا افسوس یہی ہے کہ بل پاس اسپیکر کرے اور اسپیکر کو پتہ بھی نہیں کہ اس میں کیا ہے؟ بس صرف انگوٹھا لگاتے ہیں اور FATF کی غلامی میں پوری قوم کو جکڑ دیتے ہیں۔ الحمدللہ آپ کی دعا سے اوقاف ایکٹ بل پر کارروائی روک دی گئی ہے اور واپس کرنے تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی......ان شاء اللہ!

رجسٹریشن کا معاملہ:

مدارس کی رجسٹریشن کے حوالے سے عرض کرتا چلوں کہ ہماری حکومت کے ساتھ میٹنگز چل رہی ہیں، جو تا حال کسی اتفاقی نتیجہ پر نہیں پہنچیں ہمارا مطالبہ ہے کہ آپ کے مدارس کے نظام انتظام، نظامِ امتحانات، نظامِ حسابات اور نصاب میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کریں گے۔ حکومت ابھی تک ان مطالبوں سے اتفاق نہیں کر رہی ہے ان شاء اللہ بہت جلد یہ مطالبات بھی تسلیم کرلیں گے، لیکن اُس وقت تک حکومت کسی مدرسہ کو رجسٹریشن کرنے پر مجبور نہیں کرسکتی۔ وفاق المدارس کی ویب سائٹ پر وہ معاہدہ موجود ہے کہ جب تک اتفاق نہ ہوجائے حکومت مدارس کو رجسٹریشن پر مجبور نہیں کراسکتی۔ بہرحال اگر آپ کے مدرسہ میں رجسٹریشن کے حوالے سے کوئی حکومتی نمائندہ آجائے تو انہیں چائے پلائیں؛ ٹھنڈے پانی سے تواضع کریں اور پھر وفاق کا معاہدہ دکھا کر رخصت کریں۔ لہٰذا آپ حضرات تسلی سے اپنا کام جاری رکھیں۔

جرأت منداور عقل مند چوکیدار:

میں اپنے دوستوں کو کہا کرتا ہوں کہ گھر کا چوکیدار جب سست ہو یا غافل ہو یا بزدل ہو تو گھر والوں کی نیند نہیں آتی البتہ اگر چوکیدار چست ہو، غافل بھی نہ ہو، جرات مند بھی ہو اور عقل مند بھی ہو تو گھر والے سکون کی نیند سوتے ہیں۔ وفاق مدارس کا چوکیدار ہے، آپ کا چوکیدار جرات مند بھی ہے، غافل بھی نہیں ہے، عقل مند بھی ہے اور چست بھی ہے، لہٰذا آپ کو سکون سے دین کا کام کرنا چاہیے۔ اللہ رب العزت وفاق المدارس کے اس سائبان کو ہر قسم کی شرور و آفت سے محفوظ رکھے''۔

مدارس میں دو چیزوں کی بنیادی ضرورت:

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے فرمایا کہ ''حضرت مولانا عبیداللہ خالد صاحب نے استاد الکل شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان نوراللہ مرقدہ کی جو نصیحت بیان کی ہے، میں اسی کی تفصیل میں کچھ عرض کروں گا۔ مدارس عربیہ کے مقاصد دو ہیں علم اور عمل، آج کل مدارس میں علم تو پڑھایا جاتا ہے البتہ عمل پر توجہ بہت کم ہوتی

جا رہی ہے، حالانکہ مدرسہ کی بنیاد یہی دو چیزیں ہیں اگر فقط عمل ہو علم نہ ہو پھر بھی مدرسہ نہیں کہلاتا اور اگر فقط علم ہو عمل نہ ہو پھر بھی مدرسہ اپنا سامانِ بقا کھو دیتا ہے۔ عمل کا شوق پیدا کرنے کے لیے مدارس میں دو باتوں کی انتہائی ضرورت ہے۔

رجوع الی اللہ کی ضرورت:

پہلی بات یہ کہ ہمارے مدارس میں رجوع الی اللہ کی ضرورت ہے جو کہ ختم ہوتی جا رہی ہے، حالانکہ علم کا مقصد ہی تو رضا الٰہی ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اس پر توجہ دیں اور وہی اسباب اختیار کریں جس سے رجوع الی اللہ کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو ہمارے علم کو قبولیت نصیب ہوگی اور ہمارے مدارس میں جان آئے گی۔ دارالعلوم دیوبند کی یہی خصوصیت تھی کہ اگر دن کے وقت درسگاہوں میں قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھایا جاتا تو رات کے وقت مسجد میں طلبہ کرام عبادت میں مصروف ہوتے۔ یہی وجہ تھی جب اکابر نے رات کے وقت کا منظر دیکھا تو بے اختیار فرمانے لگے ''در مدرسہ خانقاہ دیدم'' میں نے مدرسہ میں خانقاہ دیکھی۔ دارالعلوم دیوبند میں یہ خصوصیت بدرجہ اتم موجود تھی کیونکہ میرے دادا حضرت مولانا یاسینؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے دارالعلوم دیوبند کا وہ زمانہ دیکھا ہے جب مدرسہ کے مہتمم سے لے کر دربان تک سارا عملہ صاحب ولایت ہوتے تھے۔

تواضع کی ضرورت:

دوسری بات جس کی ضرورت ہمارے مدارس میں انتہائی محسوس کی جاتی ہے وہ تواضع ہے۔ ارباب مدارس کے اندر تواضع ختم ہوتی جا رہی ہے، حالانکہ رفعتیں، عزتیں اور قبولیت تو تواضع سے آتی ہے۔ اکابرین دیوبند میں تواضع کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھی جس کی وجہ سے ان کا فیض اللہ نے پورے عالم میں پہنچایا۔ ہمارے مدارس میں ان دو چیزوں کی شدت کے ساتھ ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس طرف متوجہ ہو جائیں یہی ہماری ترقی اور معراج دینی تعلیم کا مقصد ہے۔ اس وقت ذہنیت یہ بن گئی ہے کہ دنیا بھر میں سوائے دینی مدارس کے تعلیم کا صرف ایک ہی مقصد رہ گیا ہے اور وہ ہے تعلیم کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ دولت کمانا، یہ ایک یونیورسل حقیقت بن چکی ہے، اور چونکہ دینی مدارس میں یہ سوچ پیدا کی جاتی ہے کہ علم کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، دین کی تبلیغ واشاعت ہے؛ لہٰذا یہ بات دنیا کی سمجھ میں نہیں آتی کہ مدارس کے فضلاء دنیا کیسے کمائیں گے، اور وہ ہمیں یہ سبق پڑھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ مدارس میں عصری علوم داخل کئے جائیں۔

عصری علوم کا مقصد:

عصری علوم کو مدارس میں داخل کرنے کے دو الگ الگ مقاصد ہیں، ایک بالکل صحیح اور دوسرا بالکل غلط ہے،

عصری علوم اس لیے نہایت ضروری ہیں کہ دنیا کے نظریات، سوچ اور فکر کو سمجھ کر دنیا کو اس کے اسلوب میں دین کی دعوت دی جاسکے، اشکالات واعتراضات کا رد کیا جاسکے۔ البتہ مدارس میں عصری مضامین پڑھنے پڑھانے کا مقصد اگر دنیاوی مناصب تک پہنچنا ہو، سرکاری افسر بنانا ہو تو یہ مقصد بالکل غلط ہے۔ مدارس میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

نئے امیر اور ناظم اعلیٰ کی تقرری:

دوسری بات یہ ہے کہ آج نئے صدر اور ناظم اعلیٰ کی تقرری ہے میری رائے یہ ہے کہ حالات کے پیش نظر معاملہ استصحاب حال پر برقرار رکھا جائے، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب صدر اور حضرت مولانا قاری حنیف جالندھری صاحب ناظم اعلیٰ برقرار رہیں۔ آپ حضرات کی تائید اگر ہو تو اظہار کریں۔ اس پر تمام شرکاء نے تائید کے لیے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ کھڑے کیے کہ ہمیں آپ کی رائے منظور ہے ہال نعرہ تکبیر سے گونج اٹھا، ایک وجد آفریں ماحول بن گیا۔ مفتی تقی عثمانی صاحب بھی کھڑے ہوئے، تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا میں آپ حضرات کی تائید کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

وفاق اپنا گھر ہے:

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے فرمایا "حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی رائے کی ہم تائید کرتے ہیں۔ وفاق ہمارا اپنا گھر ہے اور گھر کی حفاظت کے لیے آدمی ہر حد تک جاتا ہے مگر گھر کی حرمت کو پامال ہونے نہیں دیتا۔ جمعیت علماء اسلام نے ہر دور میں اور ہر فورم پر ہمیشہ وفاق کا ساتھ دیا ہے اور وفاق کی سالمیت کی بات کی ہے۔ حکومتیں اسی کوششوں میں لگی رہتی ہیں کہ مدارس کی اس منظم اور ہمہ گیر تنظیم میں کسی طرح پھوٹ ڈالے اور مذہبی طبقہ کی قوت کو تقسیم کیا جائے۔

تنہا کرنے کی دھمکی:

2013ء کے الیکشن سے پہلے ایک وفد مجھے ملنے آیا اور مجھے اس بات پہ قائل کرنے کی کوشش کی کہ آپ عمران خان کے ساتھ اتحاد یا صلح کرلیں جب وہ مجھ سے ناامید ہوئے تو کہنے لگے کہ مولانا صاحب باہر سے پیسہ آئے گا اور پانی کی طرح بہایا جائے گا۔ آپ کے ایک ایک مولوی کو خریدا جائے گا حتیٰ کہ آپ کے ساتھ کوئی بھی نہ رہے گا۔ میں نے کہا آپ مولویوں کی تاریخ سے ناواقف ہو مولوی تمھارے شکنجے میں نہیں آئیں گے۔ انہوں نے جواب دیا بہرحال آپ سوچیں، ایسا نہ ہو کہ کل تنہا رہ جائیں میں نے کہا وقت کا انتظار کرتے ہیں مگر تمھاری خواہش کبھی پوری نہ ہوگی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ پشتون بیلٹ میں مذہبی جڑیں مضبوط ہے ان کو کمزور کرنے کے لیے ہمارے پاس عمران

سے بہتر کوئی چوائس نہیں ،اس لیے اس کو لا رہے ہیں۔پھر آپ لوگوں نے دیکھا کہ الیکشن میں ان لوگوں کو لایا گیا ہمارے نوجوانوں کو مُلا کے مقابلہ میں کھڑا کیا اور سیاست کے نام پر علماء کرام سے نفرت پھیلائی گئی۔

وفاق المدارس کی حفاظت...... ہماری اولین ذمہ داری:

وفاق المدارس کی حفاظت ہم ہر قیمت پر کریں گے۔وفاق المدارس کے خلاف اٹھنے والا ڈنڈا پہلے میرے سر لگے گا پھر آپ تک پہنچے گا۔وفاق ہمارے لیے سائبان ہے جس کے نیچے ہم سب جمع ہیں۔مدارس کے خلاف ہم ہر سازش اللہ کے فضل سے ناکام بنائیں گے ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ سازشیں کہاں سے ہو رہی ہیں؟ نئے بورڈ کہاں سے تشکیل دیئے جا رہے ہیں؟ان بورڈوں کا حشر بھی مشرف بورڈوں جیسا ہوگا۔

مشکل وقت میں ہمیں ہمت ،استقامت اور بہادری سے کام لینا ہوگا۔امریکہ اور مغربی دنیا خود کو فاتح سمجھتی ہے اور ہماری تہذیب وتمدن پر حملہ آور ہے،انہوں نے اسلامی تہذیب پر حملہ کیا ہے،اس لیے ہمیں آج سوچنا ہوگا کہ ہم ایک کالونی ہیں یا ایک ریاست ہیں اور ہمیں ایک ریاست اور اپنی تاریخ کی طرف جانا ہوگا اور اس کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

وفاق اور جمعیت الگ الگ نہیں ، بلکہ ایک ہی جماعت ہے۔وفاق مدارس کے نصاب اور نظام کی حفاظت کرتی ہے اور جمعیت علماء وفاق کی چار دیواری پر پہرہ دے رہی ہے۔وہ باہر کی گرم ہواؤں کی تپش سے وفاق کو محفوظ رکھتی ہے۔اللہ وفاق کو ہمیشہ تابندہ رکھے اور اکابرین وفاق کی زندگیوں میں برکت نصیب فرمائے۔

اختتامی دعا...... اختتامی کلمات صدر مجلس شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے ادا کیے اور دعا کے ساتھ اس تاریخ ساز اجلاس کا اختتام فرمایا۔اللہ رب العزت وفاق کو ہمیشہ شاد وآباد رکھے اور مدارس کو وفاق کے سایہ میں اتحاد واتفاق اور محبت سے اسی طرح ہمیشہ اکٹھا رکھے۔آمین ثم آمین!

☆......☆......☆

وفیات

☆......**مولانا مجیب الرحمن بن حاجی غلام الرحمن**، مہتمم دارالعلوم اعظم تورو ورسک بونیر ۲۱ر جون ۲۰۲۱ء کو وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون!......آپ نے دارلعلوم سرحد پشاور سے ۱۹۹۳ء میں علوم دینیہ کی تحصیل سے فراغت پائی۔ ۱۹۹۵ء میں اپنے علاقے تورو ورسک میں ''دارالعلوم فاروق اعظم'' کی بنیاد رکھی۔ ۲۷ر برس تک مختلف علوم وفنون کی تدریس کرتے رہے۔ دعوت وتبلیغ کے میدان میں بھی خدمات انجام دیں؛ اوراس سلسلے میں بیرون ممالک کے متعدد سفر بھی کیے۔ علاقے میں آپ کو دینی مرجع کی حیثیت حاصل تھی۔ آپ کے جنازے میں علماء وطلبہ اورعوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

☆......مانسہرہ کی معروف دینی، علمی اور روحانی شخصیت **حضرت مولانا سید غلام نبی شاہ صاحب** (مہتمم جامعہ عربیہ سراج العلوم جبوڑی) ۳ر جولائی ۲۰۲۱ء کو انتقال کر گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون!۔

حضرت مولانا سید غلام نبی شاہ صاحب رحمہ اللہ ۱۹۳۶ء میں بٹل کے گاؤں کھن میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے راولپنڈی میں حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کے پاس کچھ عرصہ پڑھا، جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ سے ترجمہ وتفسیر قرآن پڑھا۔ بیضاوی شریف حضرت مولانا رسول خان رحمۃ اللہ علیہ سے اور ۱۹۶۳ء میں جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ میں حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث شریف پڑھا۔ ۱۹۶۴ء میں جبوڑی میں جامعہ عربیہ سراج العلوم کی بنیاد رکھی۔ آپ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر بھی رہے؛ اور متعدد بار جمعیت کے ٹکٹ پر الیکشن بھی لڑا۔ آپ وفات سے قبل کئی ہفتوں سے علیل اور مقامی اسپتال میں داخل تھے۔ آپ ہزارہ کے علاقے کی معروف دینی، علمی اور روحانی شخصیت تھے۔ آپ کی وفات سے علاقہ مانسہرہ بڑی دینی شخصیت سے محروم ہوگیا۔ ایک سال پہلے آپ کے بڑے فرزند مولانا شاہ عبدالعزیز کرونا وبا کے ابتدائی دنوں میں انتقال کر گئے تھے۔ حضرت مولانا غلام نبی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ ۴ر جولائی کو ٹھاکرہ اسٹیڈیم مانسہرہ میں ادا کی گئی۔

☆......**مولانا علاء الدین افغانی**؛ استاذ الحدیث دارالعلوم زکریا ساؤتھ افریقہ ۹ر جولائی ۲۰۲۱ء کو انتقال فرما گئے؛ اناللہ وانا الیہ راجعون!۔......آپ محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھی حاجی جمال الدین مرحوم کے صاحبزادے اور جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے قدیم فاضل تھے۔ مولانا علاء الدین افغانی کچھ عرصہ مدرسہ صولتیہ مکۃ المکرّمہ میں بھی پڑھاتے رہے، علمی اور تحقیقی ذوق پایا تھا۔ قیام مکۃ المکرّمہ کے

دوران اکابر علماء کرام کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔

☆......**حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن مدنی** مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ عربیہ معراج العلوم بنوں ۱۴؍جولائی ۲۰۲۱ء کو وفات پا گئے؛ اناللہ وانا الیہ راجعون!......آپ کی نماز جنازہ اور تدفین بنوں میں ہی ہوئی۔آپ کی نماز جنازہ میں علماء ومشائخ سمیت زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے متعلقین ومتوسلین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

☆......حضرت مولانا عبدالستار رحمانی بانی ورئیس جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان ۲۷؍جولائی کو مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے؛ اناللہ وانا الیہ راجعون! آپ ڈیرہ غازی خان کی ممتاز دینی شخصیت تھے۔آپ نے پوری زندگی مختلف جہات سے دینی تعلیم کے پھیلاؤ کو اپنا مقصد زندگی بنائے رکھا۔آپ کی نماز جنازہ عیدگاہ گراؤنڈ میں ادا کی گئی ،جس میں علماء،طلبہ اور عامۃ الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

☆......دارالعلوم دیوبند کے استاذ الحدیث اور نائب مہتمم **حضرت مولانا عبدالخالق سنبھلی** ۱۹؍ذوالحجہ ۱۴۴۲ھ/۳۰؍جولائی ۲۰۲۱ء کو دیوبند میں وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون!۔آپ قصبہ سنبھل ضلع مرادآباد میں ۴؍جنوری ۱۹۵۰ء کو پیدا ہوئے۔۱۹۷۲ء میں دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث کیا۔فراغت کے بعد مختلف مدارس درس وتدریس کا سلسلہ رہا۔۱۹۸۲ء میں دارالعلوم دیوبند کے لیے آپ کا انتخاب عمل آیا۔دارالعلوم میں تدریس کے ساتھ ساتھ مختلف انتظامی ذمہ داریوں پر بھی فائز رہے۔۲۰۰۸ء میں آپ دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم بنائے گئے۔ آپ صاحب تصنیف تھے اور فن تدریس میں یکتا تھے۔آپ کی دیوبند میں ہی تدفین ہوئی۔

علم حقیقی کی علامت:......مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:''جب علم حقیقی کی علامت ''خشیت اللہ'' ہے تو ہر عالم یا طالب علم کو بار بار اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ یہ علامت اس میں پیدا ہوئی یا نہیں؟!۔مثال دے کر فرماتے کہ جب کوئی مسافر ریل گاڑی میں سوار ہو کر کسی منزل کی طرف روانہ ہوتا ہے تو وہ بار بار کھڑکی سے منہ نکال کر دیکھتا ہے کہ اب کون سا اسٹیشن آیا ہے؟ اگر وہی اسٹیشن راستے میں پڑ رہے ہیں جو منزل مقصود کے راستے میں آیا کرتے ہیں تو مطمئن ہو جاتا ہے ؛اور انہی اسٹیشنوں سے اندازہ لگاتا ہے کہ منزل کتنی دور ہے؟ اور اگر اسٹیشن ایسے نامانوس آنے لگیں جو اس منزل کے راستے میں نہیں پڑتے تو سمجھ جاتا ہے کہ گاڑی کسی اور رخ پر جا رہی ہے؛ اور گھبرا کر گاڑی بدلنے کی فکر کرتا ہے۔اسی طرح علم کے مسافر کو بار بار اپنے دل کی کھڑکی میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ ''خشیت اللہ'' کا اسٹیشن آیا یا نہیں، اگر اس اسٹیشن کے آثار معلوم ہوتے ہیں تو سفر صحیح سمت میں جا رہا ہے، لیکن اگر خشیت ،تواضع ،انابت الی اللہ، اور اتباع سنت کی بجائے بے فکری، تکبر وانانیت۔حب جاہ ومال، اور نفس پرستی کے اسٹیشن آ رہے ہیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ انسان کسی غلط گاڑی میں سوار ہے، اور یہ گاڑی اسے علم کی منزل تک نہیں پہنچا سکتی جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلوب ہے۔(میرے والد میرے شیخ،ص:۱۲۸)

☆تبصرے کے لیے دو کتابیں بھیجنا لازمی ہے

☆سو صفحات سے کم کتابچوں پر تبصرہ نہیں کیا جاتا

☆کتابیں مرکزی دفتر وفاق کے پتے پر ارسال کیجیے

تحفۃ العلوی شرح جامع الترمذی (ج:۲)

مئولف: مولانا عبدالحق علوی غرشینوی۔صفحات: 374۔طباعت: مناسب۔ملنے کا پتا: مدرسہ نصیریہ غورغشتی ضلع اٹک۔رابطہ نمبر: 03005539077

''تحفۃ العلوی شرح جامع الترمذی'' کی پہلی جلد پر قبل ازیں ماہنامہ ''وفاق المدارس'' میں تبصرہ آچکا ہے۔یہ اس شرح کی دوسری جلد ہے۔جو ''باب ماجآء فی الغسل من الجنابۃ'' سے ''باب ماجاء فی من سمع النداء فلایجیب'' تک محیط ہے۔یہ شرح مبادیات کے ساتھ ساتھ عبارت، ترجمہ، رُوات کے مختصر حالات، الفاظ کی تحقیق، روایت کے بیان، مذاہب کے بیان، دلائل اور وجوہ ترجیح کے بیان کے ساتھ امام ترمذی رحمہ اللہ کے ذکر کردہ اضطرابات کے حل سمیت کئی دیگر خوبیوں سے مزین ہے۔یہ شرح اہل درس وتدریس اور طلبہ کے لیے مفید ہے۔آغاز میں حضرت مولانا حمداللہ جان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ اور مولانا محمد ابراہیم مدظلہ کی تقریظات شامل ہیں۔

ظہورِ مہدی اور عصر حاضر

تصنیف مولانا ڈاکٹر ثناء اللہ۔صفحات: 581۔طباعت: مناسب۔ملنے کا پتا: مرکز البحوث الاسلامیہ مردان۔رابطہ نمبر: 03133736806۔

موجودہ دور میں بعض اہل علم کے ہاں ظہور مہدی دیگر موضوعات کی طرح ایک مستقل موضوع کا روپ دھار چکا ہے۔اس سلسلے میں بہت سی کتابیں بھی کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔مولانا ڈاکٹر ثناء اللہ صاحب 'مہدویات' سے خاص شغف رکھتے ہیں۔اس موضوع پر ان کی متعدد کتابیں آچکی ہیں۔زیر تبصرہ کتاب بھی ''فقہ المتحولات والمتغیرات فی ارہاصات المہدویات'' سلسلے کی ایک کڑی ہے۔پانچ سو اکیاسی صفحات کی اس ضخیم کتاب میں تقریباً دوسو اسی ذیلی عنوانات کے تحت حضرت مہدی علیہ الرضوان کا شخصی تعارف، اور علامات زمانیہ، علامات سیاسیہ، علامات شرعیہ، علامات شخصیہ کا پوری تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔حضرت مہدی کی پہچان کے لیے

احادیث مبارکہ سے پچھتر علامات کی وضاحت کی گئی ہے۔موجودہ دور میں عالم اسلام میں عموماًاور بلادِحرمین شریفین میں خصوصاً جومحیر العقول حوادث پیش آرہے ہیں؛ان پراحادیث مبارکہ کی روشنی میں سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔نیز مصنف نے حضرت مہدی علیہ الرضوان کی علامات کا ذکر کر کے عصر حاضر میں رونما ہونے واقعات وحوادث میں تطبیق کی بھی کوشش کی ہے۔

اس باب میں یہ بات ضرور ذہن نشین رہنی چاہیے کہ قوموں کے عروج وزوال کے مراحل چند مہینوں یا برسوں پر محیط نہیں ہوتے،ان پر صدیوں کا دور چلتا ہے۔اس لیے کسی زمانے کے خاص افراد اور ماحول پر یقینی وحتمی فیصلہ نہیں لگایا جاسکتا۔اصل بات جو مطلوب ومحمود ہے وہ یہ کہ مصائب ومشکلات ،فتنوں کی کثرت،اور کفر کے غلبے کے دور میں مسلمانوں کے ایمان واعمال اور عقائد کی حفاظت کی جائے۔انہیں اِدھراُدھر بھٹکنے سے بچا کرعضوا علیھا بالنواجذ کے مصداق حق کے ساتھ کھڑا کیا جائے۔ان میں اطاعت الٰہی ،اتباع سنت،اوردین کے ساتھ والہانہ تعلق پیدا کیا جائے۔ظہور مہدی کوئی معمولی واقعہ نہیں ہوگا،وہ شدید اوراندھے قسم کے فتنوں کا دور ہوگا،ان فتنوں سے وہی بچ سکے گا جس پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوگا اور جو پورے اخلاص کے ساتھ دین پرعمل پیرا ہوگا،یہی وجہ کہ بعض علماء نے حضرت مہدی علیہ الرضوان کا دور پانے کی تمنا سے بھی منع کیا ہے کہ نہ جانے وہ اپنی طبعی کمزوری کے سبب اس وقت کس صف میں کھڑے ہوں۔ہمارے ہاں'انتظار مہدی'نوعیت کی کسی سرگرمی کا ذکر نہیں،ہاں جب وہ دور آجائے تو اللہ تعالیٰ سے دین وایمان پراستقامت کی دعا کرنی چاہیے۔

کتاب بغیر بسم اللہ اور بدوں حمد وصلوٰۃ شائع کی گئی ہے،نہ جانے اس میں کیا حکمت ہے؟۔باقی جو احباب خصوصاً محقق علماءاس موضوع سے شغف رکھتے ہیں انہیں زیرِتبصرہ کتاب کے مطالعے اوراستفادے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

منزل اورمسنون اذکار

مرتب:مولانامحمد طیب۔صفحات:336۔طباعت:عمدہ۔ملنے کا پتا:مکتبہ طیبہ بلیو ایریا اسلام آباد۔

رابطہ نمبر:0333-5599016

ایک مومن مسلم جب اپنی صبح کا آغاز کرتا ہے تو فرض نماز کی ادائیگی کے علاوہ مسنون دعا ومناجات اورتسبیحات کا بھی اہتمام کرتا ہے،اس سلسلے میں عموماً چھپے ہوئے کتابچے الگ الگ ملتے ہیں۔باذوق حضرات ان سے اپنی یومیہ خواندگی کا اہتمام کرتے ہیں۔لیکن چونکہ یہ الگ الگ کتابچے ہوتے ہیں اس لیے انہیں سنبھالنے کا بھی اہتمام کرنا پڑتا ہے۔جناب مولانا محمد طیب صاحب نے اس سلسلے میں سورہ یٰسین،چہل ربنا،منزل اورمسنون اذکار،حزب البحر،

مناجات مقبول، دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ شریف کو ایک ہی جلد میں مرتب کردیا ہے، اس طرح قاری الگ الگ کتابچے سنبھال کر رکھنے کی مشقت سے آزاد ہوگیا ہے، دعاؤں کا فانٹ بہت واضح ہے، اعراب کی درستی کا اہتمام کیا گیا ہے، اس طرح یہ ایک مفید مجموعہ بن گیا ہے۔

خطبات اسوۂ رسول

خطیب: مولانا محمد طیب۔صفحات: 400۔ ملنے کا پتا: مکتبہ طیبہ، بلیو ایریا اسلام آباد۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، اس کتاب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ مبارکہ کے حوالے سے دیے گئے خطبات جمع کیے گئے ہیں، ان خطبات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت، سخاوت، دعاء ومناجات، اخلاق عالیہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت، آپ کا مقام ومنصب معجزات، شفقت ورحمت، جیسے اوصاف عالیہ کا ذکر خیر ہے، خطباء حضرات کے لیے بہت مفید مجموعہ ہے۔

سوانح مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

مصنف: صاحبزادہ طارق محمودؒ۔صفحات: 358۔طباعت: مناسب۔ ملنے کا پتا: حافظ مبشر محمود، مرکزی جامع مسجد محمود ریلوے کالونی فیصل آباد۔رابطہ نمبر: 6606990 0300

تحریک تحفظ ختم نبوت کی تاریخ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر خیر کے بغیر ادھوری ہی رہے گی۔مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ قافلہ امیر شریعت کے حدی خواں تھے۔ بیباک خطیب اور شعلہ بیان مقرر تھے۔ چنیوٹ کے ایک جلسے میں امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سنی تو انہی کے ہو رہے۔اس کے بعد اپنی پوری زندگی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے استیصال پر صرف کردی۔فیصل آباد میں آپ کی مسجد تحفظ ختم نبوت کا بہت بڑا مورچہ تھی۔آپ نے تحفظ ختم نبوت کے لیے صحافتی محاذ پر ہفت روزہ لولاک کا اجراء کیا۔آپ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔۱۹۷۴ء میں تو آپ اس محاذ پر قائدانہ کردار ادا کررہے تھے۔اس سلسلے میں آپ کو قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔

زیر نظر کتاب آپ کے صاحبزادے جناب طارق محمودؒ کی آپ کے حالات زندگی پر تصنیف ہے۔ادیبانہ اسلوب میں لکھی یہ سوانح قاری کو اپنے اندر جذب کرلیتی ہے۔ یہ اس کتاب کی دوسری اشاعت ہے، کئی مقامات پر پروف کی غلطیاں رہ گئی ہیں۔بعض صفحات بھی آگے پیچھے ہوگئے ہیں، اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔